
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

متاع زیست

آخری متفرق کلام

(حمدیہ، نعتیہ، مناقب، غزلیات، رباعیات)

از

پیر سید نصیر الدین نصیر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

با ایما

پیر سید غلام نظام الدین جامی گیلانی قادری

سجادہ نشین دربار عالیہ غوثیہ مہریہ کولہ شریف

تمام پڑھنے والوں سے عاجزانہ درخواست
ہے کہ میرے بچوں کی صحت اور تندرستی
کیلئے دعا فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو
ہر مصیبت اور پریشانی سے نجات عطا
فرمائے۔ آمین

نیاز مند۔ فاروق حسین گولڑوی

بیاغ و راغ عطر ہائے نغمہ می پاشم
گراں متاع وچہ ارزاں ز کُند بازاری است!
اقبال

حسن ترتیب

- نطقِ اول از محمد شاہ کھگہ
- انتساب

نمبر شمار	کلام	صفحہ نمبر
1.	حمد	1
2.	نعت	4
3.	مناقب	39
4.	غزلیات	61
5.	رباعیات	85

زباں زباں پہ ہے دن رات داستاں تیری
نظر سے دُور سہی ' اپنے درمیاں تُو ہے
نصیر

حمد

پھر مانگ پھر مانگ

تو رب کا بندہ ہے پھر مانگ پھر مانگ رب تیرا داتا ہے پھر مانگ پھر مانگ
 اس در سے مانگا ہے گل انجیا نے اصحاب و ملازم خیرالوزی نے
 شاہ و گدا اور سب اولیا نے تو سوچنا کیا ہے پھر مانگ پھر مانگ
 محض ہیں گرچہ تیرے دریاں ہر مخلوق کا اگر ہے تو کمال
 مایوس مت بنے گھبرا نہ رہاں یہ در ہمارا ہے پھر مانگ پھر مانگ
 غیرت بڑی تھی ہے اب عہد رسوا در پہ دست جا مرتے در کا ہوا
 غیروں کے احسان کب تک گویا کیوں مجھ کو بھولا ہے پھر مانگ پھر مانگ
 ہر آن دیتی ہے رحمت صدائیں میں تیرا مانگ ہوں کر الٹائیں
 ہم نے تو کیں پھر چاہی حنائیں تو پھر بھی اپنا ہے پھر مانگ پھر مانگ
 ہیں سب کے سب بنی انسان بندے وہ میراں اس کے صمان بندے
 کچھ اپنی اوقات بچاؤں بندے تو اس کا شکا ہے پھر مانگ پھر مانگ
 ہے اس کی تخلیق ساری خدائی دینا ہی کو ہے حاجت دہائی
 شاہیں اسی کے ہے مشکل کشائی وہ سب کو دیتا ہے پھر مانگ پھر مانگ
 دہانے ذوں کا کہاں تک یہ دھدا کب تک لگے ہیں یہ لائی کا پھدا
 بن جا بس اپنے ہی مانگ کا بندہ وہ تیرا مولیٰ ہے پھر مانگ پھر مانگ
 جس نے کیا ساری دنیا کو پیدا ہے ذات جس کی دو عالم میں یکا
 ہا کر یہ وادہ بھڑے میں گر جا وہ سب کی سب ہے پھر مانگ پھر مانگ
 تاکہ کے اب تو زبٹ مایوس کے اٹھاں چنا دھواں کو پا کے

اب دیکھتا کیا ہے بندے خدا کے دینے پہ آیا ہے ' بھراگ بھراگ
 دامن کو بھینا کے بن التجویں کب تک یہ غاموشی یہ بے مدالی
 کچھ تو نصیر آج کر لبِ لعلی غم غم کھڑا کیا ہے "بھراگ بھراگ



ہر کہ عشق مصطفیٰ سامانِ اوست
 بحر و بر در گوشہ دامانِ اوست
 سالارِ کارواں ہے میرِ حجاز اپنا
 اس نام سے ہے باقی نام و نشان ہمارا
 اقبال

نعت

کشتیاں اپنی کنارے پہ لگائے ہوئے ہیں
 کیا وہ ڈوبیں، جو محمد کے ثرائے ہوئے ہیں
 اشک آنکھوں میں تو ہونٹوں پہ درود اور سلام
 اُن کے عشاق بھی کیا رنگ جمائے ہوئے ہیں
 اُن کا دل کیوں نہ بنے روکش طور سینا
 جالیاں اُن کی جو سینے سے لگائے ہوئے ہیں
 جلوہ فرما وہ ہوئے کیا پہ مقام محمود
 ساری امت کی نگاہوں میں سمائے ہوئے ہیں
 کاش دیوانہ بنا لیں وہ ہمیں بھی اپنا
 ایک دنیا کو جو دیوانہ بنائے ہوئے ہیں
 قبر کی نیند سے اُلٹنا کوئی آسان نہ تھا
 ہم تو محشر میں انہیں دیکھنے آئے ہوئے ہیں
 وردھنا لک ذکرک کا تصور لے کر
 ہم نظر مکیہ حضری پہ جمائے ہوئے ہیں

ہوسے در سے انہیں اب تو نہ روک اسے دریاں
 خود نہیں آئے ، یہ مہمان نکائے ہوئے ہیں
 حاضر و ناظر و نور و بشر و غیب کو چھوڑ
 شکر کر وہ ترے عیبوں کو چھپائے ہوئے ہیں
 نام آنے سے ابوبکرؓ و عمرؓ کا لب پر
 ٹو بگڑتا ہے ، وہ پہلو میں سلائے ہوئے ہیں
 ہے نصیر انس کا گہوارہ مدینے کی زمیں
 ایسا لگتا ہے کہ اپنے ہی گھر آئے ہوئے ہیں

قد میں وہ صورت دکھائی گئی ہے مری سوئی قسمت دکھائی گئی ہے
 نہیں تھا کسی کو جو منظر پہ لا تو کیوں برم عالم سہائی گئی ہے
 مہا سے ۔ کی جائے تیوں رحمت بہت ان کے کوچے میں تلی گئی ہے
 وہاں تھی فد مصر میں اک بیٹھا یہاں صدقے ساری خدائی گئی ہے
 یہ کیا کم سند ہے مری عظمت کی ترے در سے میت اٹھائی گئی ہے
 گنہگار انسان پہ رحمت کی دولت سر نہ کھل کر لٹائی گئی ہے
 شراب طہار ان کے دست کرم سے سر دوس کوڑ پائی گئی ہے
 بہت شاد ہیں قبر میں اہل نسبت نیکی کی ریزش کرائی گئی ہے
 کے تاب ظاہر جاں کے آئے نظر لا، نجاتی گئی ہے

قد سے نصیر اب جلو تم بھی اٹھ کر

انہیں دینے کو خدائی گئی ہے

وہ اپنے کی تھکی سے لگائے ہوئے ہیں
 اس کو ہم مطلع انوار بنائے ہوئے ہیں
 اک جھلک آج دیکھ لکھد بھری گئی تھیں
 پتھری میں دور سے دیدار آئے ہوئے ہیں
 سر پہ رکھ دیجو دور دسج تہلی کا
 غم نے مارے میں اٹھانے کے ستارے ہوئے ہیں
 نام نہان سے شرم میں کہ ترے ہوائے
 تیرا سمٹ گئے تھنوں کو بھلائے ہوئے ہیں
 گھٹ گیا ہے تری تعلیم سے رشتہ اپنا
 غیر کے ساتھ دو درجہ بڑھائے ہوئے ہیں
 شرم عصیاں سے نہیں مارے جا جاتا
 یہ بھی پائے ترے شہر میں آئے ہوئے ہیں
 تری نسبت ہی تو ہے جس کی بدولت ہم لوگ
 کفر کے دور میں یہاں پہنچے ہوئے ہیں
 کاش اچانک بنا میں او بیس بھی اپنا
 ایک ایسا لوجہ بنا دے ہوئے ہیں
 اللہ اللہ دیکھنے پہ یہ جلوں کی جلوں
 ہارن نور میں سب ہو گئے ہوئے ہیں
 نہیں نہ پڑ حیرے احوال کا بھاری ہو صبر
 اب تو میزان یہ سرکار بھی آئے ہوئے ہیں

اک میں ہی میں اس پر قرباں زمانہ ہے
 جو رب دوعالم کا محبوب لگا ہے
 کل جس نے ہمیں N ہیں سے خود پار لگاتا ہے
 رنڈ کا وہ بابا ہے جلیں کا نانا ہے
 اس ہانگی ڈوسا پر کوشن کو میں داروں
 جو N نس و شامل میں کتائے زمانہ ہے
 عزت سے نہ م جا میں نیوں نام محمد پر
 ہم نے کسی دن یوں بھیجا N یا سے تو جاتا ہے
 آؤ در زہرہ پر پھیلائے ہوئے دامن
 ہے نسل کریوں کی جہاں گھرانہ ہے
 ہوں شاہ عینہ کی میں پشت ہائی میں
 یا اس کی مجھے پرا دشمن جو زمانہ ہے
 یہ کہہ کے در حق سے ی موت میں کچھ مہلت
 میااد کی آمد ہے مفضل کو جانا ہے
 قربان اس سقا پر کل حشائے دن جس نے
 اس انت عاصی کو کلی میں چھپا ہے

سو ہار مگر تو یہ نونی بھی تو حیرت کیا
 بخشش کی روایت میں تو۔ تو ہمہ ہے
 ہر وقت وہ ہیں میری دیائے تصور میں
 اے شوق کیسے اب تو آتا ہے نہ جانا ہے
 Nپگور سی راہیں ہیں گندہ پہ نکاتیں ہیں
 جوئے بھی انوکھے ہیں منظر بھی Nسہا ہے
 ہم کیوں نہ کیسے اس سے رو دار الم راہی
 جب ان کا کہا خود بھی اللہ نے مانا ہے
 محروم کرم اس کو رکھے نہ سر محش
 جیسا ہے فقیر آخر سائل تو گناہ ہے

نامِ حدیث ، وہ شام والا
 سب کا معلم ایسا اک انبی
 آفت میں جس کی نصرا برابر
 ضرب سے توحید جس نے تورا
 روتے ہوں کو جس نے بنایا
 جس کو عمر نے بس دے ویا دل
 بیستہ ہا ہم محرابِ ابد
 ہر لمحہ جس کا ادنیٰ سے فوٹی
 دیکھا اب تک چشمِ فلک نے
 قربان میں اس ہدی کے جس نے
 ایمان و تقویٰ معیار عزت
 جاں ہ ثارت ، دل با فدایت
 پُر کن رلحت کفولِ سائل
 اس شاہ کا میں ادنیٰ گدا ہوں
 گنج لہ ہو یک ہو کہ میزاں
 جس کو دیوا سورج الم نے
 ہے جس کے ، ص سے جگ میں اجالا
 استاد جس کا خود حق تعالیٰ
 ادنیٰ سے ادنیٰ ، اعلیٰ سے اعلیٰ
 شرک جلی کا مضبوط کالا
 گرتے ہوں کو جس نے سنبھالا
 چانچا نہ پکھا دیکھا نہ بھالا
 وہ برگرد عارضِ دلوں کا ہالا
 ہر آن میں جو ہالا سے ہالا
 ایسا اولکھا ، ایسا نرالا
 بکھے ہوں کو رستے چ لالا
 وجہ فضیلت گورا نہ کال
 صاحبِ کلا ، شیریں مقام
 بسکس خوازا ، دریا نوالا
 عالم میں جس کا ، ہے بول ہالا
 ہر چا چلے گا تیرا حوالا
 ٹھوکر سے تو نے اس کو اچھالا

تیرا نکایا ، مظلوم داور
مرزوم بڑوں ، تیرا نکال
شو محرم دہرا و آتش
لب دا بہ ذکر ماسک نکال
پانی کے بوسے پانی کو ترسا
دہند دہرا ماروں کا پال
دراں جو الجھا باپ تمہا
اس نے کس قسم اس نے کہا ! لا

تمہا نصیر اب کیا خوف دوزخ
پل پر کڑا ہے حود کل وال

کہتے ہیں یہ راز سے ایوان دہنے کے سلطانوں کے سلطان ہیں سلطان دہنے کے
 تہذیب خالی ہے تہذیب دہنے کی اسان ہوئے ہیں، اسان دہنے کے
 اس ارض مقدس پر دہنے دہلے کے اب اسے کہو تو پہچان دہنے کے
 اجرام ریاست کا تو ہمارا ذلے پہلے ہاں میں ہے غور سے آسان دہنے کے
 تہذیب کی صورت بہت سے تسلسل میں دریاں ہی مجھے دھوئیں، دریاں دہنے کے
 اب لوٹ کے ہاں میں شرف ملی سے ان قرار میں پیسے ہیں مہمان دہنے کے
 اب میں کسی نیلے چمکوں اور دہنت پر لے کر ہی نہ مر جاؤں لوہان دہنے کے
 ل میں ہو بڑی جیسے آگ سے شامت کی ہیں لہذا عاصی پر اسان دہنے کے
 ہر جسم میں کھو تا تمام اور ہاند خلیج سے چلا ہیں قربان دہنے کے
 چمک دہلے نہ ہو جس کو تہذیب رسالت کا ان فہم سے دہلے میں حیوان دہنے کے

حاکم سے نصرت آگاہ، کچھ بھگت حاکم سے
 صوفیوں سے گہر پر قربان دہنے کے

سو جاتے ہیں خود رستے بھٹا دینے کے
بھواتے ہیں جب شاویر دینے کے

کیوں کر نہ ظلم کو مگی اس شر پہ رشت آئے
ستے میں دینے میں حقار دینے کے

آنکھوں کو مٹا ہو گا سراپا بربانی
بخشیں گے جہاں دل کو اتوار دینے کے

برسوں کی محنت کا حاصل سے ہر اک سر
۳ سال پہ ہماری میں امن پار دینے کے

اس اور مقدس فی یادوں نے تصور میں
دیکھیں گے دراصل کر ہزار دینے کے

اے قطع دماغی ہو ، بخشش کی گھڑی آئی
وہ دیکھو ، فکر آئے جتنا دینے کے

بھڑ ہے کسی مگی سے کاٹا دو طیب کا
ہفت سے مہینے تر میں گزار دینے کے

بنوں کا مقدر ہے عراق کی یہ اوست
 فیروں پہ نہیں کھٹے اسرار دہینے کے
 تر لاکھ مہا ڈلو دھرتی سے نہیں، لیکن
 کھوٹ میں ذہنوں میں آثار دہینے کے
 آقا کی ثواب میں کسے چائے سزا پہنچا
 مل جائیں گے ساقی دو چار دہینے کے
 اسے دیو ہوں، مجھ پہ یا دور چلے تیر
 رہتے ہیں مرسے دس میں امداد دہینے کے
 پھر اس کو سیں رہتی سرت کسی مہر کی
 ہو جائیں جسے حاصل دیدار دہینے کے
 ہے طرہ طران اس کا، دیدار طان س کا
 میس سے نہ چلے ہوں، چار دہینے کے
 یہ آپ جس احوال یہ چار دہینے کے
 چتے ہیں دہینے کی، منجور دہینے کے
 اس جس پہ بیجا ہوں مذت سے نصرت اب تک
 شاید کسی بکواس میں سرکار دہینے کے

دیکھیں وہ جلی جو حیات کی نظر سے
 کیا کیا یہ نظمیں آئی یاد میں مرے مرے
 صدقے تری اس شب کریں کے میں آقا
 غم نہ لونا وہی سائل ترے در سے
 ہے علم ترا بعد صدا خلق پہ عادی
 غنا و کوئی جانے گا کہیں تیرا نظر سے
 اصحاب پہ روش حق تری شکر سے نگرے
 جہود نہ تھا تجھ کو کسی نے ہی ارے
 اک وہ کہ رہا جن کو ترا در میر
 کہ بحر کہ ترے نور ایدر کو ترے
 خوشبو میں ہی رہتی تھیں پہلوں دو صدائیں
 اک بار گزرتے تھے وہ جس راہ گزرے
 جس در کا ہوں پہنے ہوئے میں طوق طہائی
 انے تو چہارہ بھی ای ای ای در سے

بعد از نصف کرمل و مشد ہو کہ جمیر
 کیا حسد فیض چاہے ترے گھر سے
 کیا عرض حرمِ سروں ہنگامِ حضوری
 تہلی میں کچھ بھی وہ الہ کی نظر سے
 جو بات رہاں پر نہیں ٹی گئی اب تک
 ہو جائے نہ کیوں آنی یہاں ایدہ تر سے
 عرش میں نصیر آئے ہیں وہ ہر شفاعت
 عرش نہیں ب ابرمطا کھل کے نہ بر سے

کون ہو مسند نشیں خاکِ مدینہ چھوڑ کر
 خد دیکھے کون، ٹوٹے شادِ بطنی چھوڑ کر
 دل کی ہستی اور امانوں کی دنیا چھوڑ کر
 ہائے یوں لوٹے تھے ہم طہرِ مدینہ چھوڑ کر
 گھر سے پہنچے ان سب روئے پر تو ہم کو یوں
 جیسے آٹکے کوئی ٹکڑی میں، صبرا چھوڑ کر
 کون نظروں پر چڑھے جس حقیقت کے
 کس کا منہ دیکھیں ہم اں کا روئے ریا چھوڑ کر
 اللہ اللہ آمدِ سلطانِ انس و جان کی شان
 اک طرف قُدی بھی ہو جاتے تھے، رستہ چھوڑ کر
 معطلیِ جنت میں جائیں گے نہ نفع کے بغیر
 جائیں سکا بھی ٹکڑی کو دریا چھوڑ کر

تھی نہ چاہت دل میں زہرا کے دلوں کی اگر
 کیوں اترتے تھے نئی منبر سے خطبہ چھوڑ کر
 رہروان دم حق تھے اور بھی انکھوں، مگر
 کوئی منزل پر نہ پہنچا، ابن زہرا "چھوڑ کر"
 ان صحابہ کے اس اندازِ قناعت پر سلام
 ان کی چوکت پر جو بیٹھے تھے، کیا کیا چھوڑ کر
 وہ ازب سے میرے آقا، میں غلام ابن غلام
 کیوں کسی کے در پہ جاؤں، ان کا صدق چھوڑ کر
 خوابِ شہی کی بیوں رکھتے ہیں ان کے گدا
 کیوں ادھر لگیں، وہ ان عکروں کا چسکا چھوڑ کر
 وہ سلامت اور اب کا در سلامت کا ابد
 کیوں پھریں در در، ہم اس کو بچے کا پھیرا چھوڑ کر

اسی کے "سہا" کو ماصوں کا مستقر رکھا
 خدا نے پاک نے تاج شفاعت جس کے سر رکھا
 تصور میں سرے شام و عمر رہتی ہے وہ صورت
 جسے خود خالق صورت نے بھی پوش نظر رکھا
 محمد ﷺ پاتے کا کیا تجویز دادا نے
 لطف غیر لازم نے "پ" کا عزیز البشر رکھا
 خدا کے فضل پریم سے نہیں ہے ان سے کچھ قلی
 سی نکلتے نے مجھ کو ہے تیار ہمارے ہر رکھا
 رہے علات جب مس شاد کی پہلی سر محشر
 تو جبریل نے یکل پر بچا کر اپنا پر رکھا
 خدا نے تجھ کو علم زلیں و "خریں" دے کر
 نہ تجھ سے راہ توڑا نہ تجھ کو بہ خبر رکھا
 جگہ چھوڑی جو اپنے ساتھ میں کست بھیسی کی
 تو اک گوشہ چنے تدفین صدیق و عمر رکھا

اربابِ حق میں یہ منصب کر دیے تقسیم قدرت نے
 ہمیں دیوانہ ٹھہرایا ' تجھے دیوانہ کر رکھا
 ستاروں کی دنیا بخشی تیرے اصحاب کو حق نے
 تجھے اصحاب کے جھمٹ میں ماحولِ قمر رکھا
 غلامِ بی بی تھا میں ، نصیرِ اللہ نے دیکھو
 مری بھولی و بھرے سیدہ زہرا کا در رکھا

مجھ پہ بھی چشمِ کرم اے مرے آقا کرنا
 حق تو میرا بھی ہے رحمت کا قفا کرنا
 میں کہ ذرا ہوں مجھے معفو سزا دے دے
 کہ ترے بس میں ہے قطرے کو بھی دریا کرنا
 میں ہوں بے کس ' ترا شمع ہے سہار دینا
 میں ہوں تیار ' ترا کام ہے نہما کرنا
 ٹھ کسی کو بھی انھوتا نہیں اپنے در سے
 کہ تری شاں کے شایاں نہیں اب کرنا
 تیرے صدقے ' وہ سی رنگ میں خود ہی داد
 میں نے ' جس رنگ میں چاہا مجھے رسوا کرنا
 یہ ترا کام ہے اے سمنے کے وز چیمرا
 ساری انصاف کی شفاعت ' تن تھا کرنا
 کثرتِ شوق سے اوسان مینے میں ہیں غم
 نہیں ٹھکنا کہ مجھے چاہیے کیا کیا کرنا

یہ تمنا ہے محبت ہے کہ اے داؤد حشر
 فیصلہ میرا پہلو سے بھلا کرنا
 آن ، مصائب کی سلفہ ، مرا معیار وفا
 تری چابت کے عوض ، جاں کا سود کرنا
 شامل مقصد تخلیق یہ پہلو بھی رہا
 ہم عالم و سما کر ترا چہ چا کرنا
 یہ صراحت و معاد رکھتا میں ہے
 تیری تعریف کرنا ، تجھے اپنا کرنا
 تیرے آگے وہ ہر اک مضر فائدت کا ادب
 پاند سورج کا وہ پہروں تجھے دیکھ کرنا
 طبع اقدس کے مطابق وہ ہوں کا خدام
 احپ میں دوز کے وہ اند کا سایا کرنا
 دشمن تہائے تو اٹھ کر وہ بچانا چادر
 حسن خلاق سے فیروں کو وہ اپنا کرنا

کوئی قاروق سے پوچھے کہ کس سے ہے
وہ کی دنیا کو نظر سے دے والا کرنا

اُن صحابہ کی خوش اطوار نگاہوں کو مدد
جن کا مسکنا تھا طوافِ رُخِ زیجا کرنا

مجھ پہ محشر میں اُسیے اُن کی نظر پہ ہی مکی
کہنے والے اسے کہتے ہیں " خدا کا کرنا "

چاند تارے ہی کی دیکھتے رہ گئے
 اں کو رش و سا دیکھتے رہ گئے
 ہم در مصطفیٰ دیکھتے رہ گئے
 نور ہی نور تھا دیکھتے رہ گئے
 پڑھ کے رون الہامی سورت والضحیٰ
 صورت مصطفیٰ دیکھتے رہ گئے
 وہ امامت کی شب ' وہ صف انبیاء
 مقتدی ' مقتدی دیکھتے رہ گئے
 نیک و ید پر ہوا اں کا یہاں کرم
 لوگ لٹھا رہا دیکھتے رہ گئے
 وہ گئے عرش تک ' اور رون ' امیں
 سدرۃ المنتہی دیکھتے رہ گئے
 مجروح تھا وہ ہجرت میں اُن کا ستر
 دشمن خدا ' دیکھتے رہ گئے
 مرجہا شان معراج حتم رسل
 سب کے سب انبیاء دیکھتے رہ گئے

یا خیر ! کس کو تب جام کوڑا
ہم تو ان کی ادا دیکھتے رہ گئے
ہم جہار تھے ! مغرت ہو گئی
خود نگر پارہا دیکھتے رہ گئے

بب سواری پل ! جہیل امیں
سورت نقش پا دیکھتے رہ گئے
اہل دانش ! محو پا تھے حیرتی
زورے قرآن تھا دیکھتے رہ گئے
جو کے علم اس نصیران کے جلوں میں ہم
شان رب العلی دیکھتے رہ گئے
میں نصیران الایا رہ گئے
نعت گو رہ رہا دیکھتے رہ گئے

سمور میں مرے جب چہرہ فیہ السلام آیا
 جہیں فر ہو گئی مہ پر درود آیا سلام آیا
 حد نے امت کی کوتاہ سے ظاہر کیا آخر
 وہ اک نور ان جوطر پہاڑے کرام آیا
 مناد اس کی آمد پر خوش باد و دت میں
 کہ محبوب خدا سے قادر بنی العظام آیا
 کمرے تھے انہما معرفت کی شب فیہ مقدس کو
 امانت کے لیے جب وہ درودوں قرام آیا
 سحر کی دھوپ کی لذت گر بڑھنے لگی حد سے
 تو اس سے سایہ پر سایہ لگانے کو طر آیا
 نظر آیا فہل غور وید خاور اپنی کرنوں پر
 عروج حسن پر جب ہانگی باد تمام آیا
 سر کوڑ۔ کیوں اتریں اس کے چاہنے والے
 یہ کیا کم ہے کہ اس سے ہاتھ سے ہاتھوں میں جام آیا
 تھناؤں کی ٹر جھانکی ہوئی کیاں مہک تھیں
 برنگ موج خوشبو وہ شاہ دی مقام آیا

ہو محسوس جیسے غلغلتہ خود ہوں شر بلکی
 مرے ہونٹوں پہ جس دم نیند زہر کا نام آیا
 ہامت کا تسلسل کوئی اچھے اس گہرائے میں
 حسین بن علی بعد حسن بن کر لام آیا
 اب اس کے بعد منوں کیا موسم کی خوش نصیبی کی
 چرا در بوم کر لوتا ' تری حالی کو قہر آیا
 تری آمد بھی کیا آمد ہے جس آمد کے صدقے میں
 بدعت کی کتاب اتری ' شریعت کا کلام آیا
 یہی وہ ہیں کہ ایمان بعد توحید ان پہ لازم ہے
 یہی وہ ہیں ہیں اللہ اکبر جن کا نام آیا
 چائے کا شرف ان سے رہا مخصوص محشر میں
 وہ جب شریف سے پہر کہیں گردش میں چاہ آیا
 ۶ جب کہ کہ باہر حلقہ پر جس دم نصیر آئے
 کہے رسولان ' رست دو ' عمر کا غلام آیا

دل سے محوِ تماشائے درہم بھی ہیں
 جمالِ شامِ ام ہِ شامِ ہم بھی ہیں
 فیضِ شامِ حب سے ہے اپنا دل روشن
 چرچا طور کے تینہ دار ہم بھی ہیں
 زمانِ طالبِ خیراتِ ظلم ہے ان سے
 پکار اسے دلِ صبرِ پکارا ہم بھی ہیں
 بحقِ چادرِ ریزہ در بھی ایک نظر
 مہارِ باد میں اسے شہسوارِ ہم بھی ہیں
 ہمارا احسان بھی طیبہ کے قاتلے اولیٰ
 رواں دواں میں گرا د مہارِ ہم بھی ہیں
 نظرِ جوں کی ہوئی ہم غراں نصیبوں پر
 تو پھر نہیں گئے کہ رفعتِ بہارِ ہم بھی ہیں
 ان یک بات پر سے فخرِ ہم فرجوں و
 کہ ان کے انتہوں میں شامِ ہم بھی ہیں
 یہ اُنسِ کریم کا ڈر ہے کہ تاجدارِ مہاں
 پارسے ہیں کہ تہذیبِ دارِ ہم بھی ہیں

جسکی بھی تپ سے شہید سے شہادت کی
 اٹھ سے سر پہ شہادوں کا ہر ہم بھی ہیں
 صبا سے کہ وہ کہ ہادی کو چومنے کے لئے
 میں ایک ٹوٹی صبر و ہمت بھی ہیں
 جو مل سادہ پہ ہم پہ بھی پرستی وہ نظر
 تو ہر جیسے کہ وہ کہ ہادی ہم بھی ہیں

اہم کہوں کہ عابد کیا کہوں تھے
 سولی کہوں کہ بدو سولی کہوں تھے
 کہہ کر نگاہوں سائی کڑ بدو
 یا صاحبِ شفاست نہری کہوں تھے
 یا عالمین کے سے رحمت کا نام دوں
 یا بحرِ مہک کہہ نہری کہوں تھے
 ادراں دلوں کی کھیتیں آیا تھے سے ہیں
 یا کہوں کہ ابرہہ کا کہوں تھے
 تھے پر ہی پاسِ امانت و صفا
 توحید کا خدی ہل کہوں تھے
 ہے صلیح علیٰ نزلِ امانت طلق میں
 یا یا کہوں تھے جو تھے را کہوں تھے
 پاکر اشارہ سورۃ یسین کا اس طرف
 دل ہایتا سے بدو کہوں تھے
 رہا ہے بعدِ دل تو حسن ہے تری شہید
 رہنے کا یا حسین کا ہا کہوں تھے
 رواج انہما کہ ہاں گلو اعلو
 یا غفر نعل آدم و حوا کہوں تھے

ہے شکل ہے تری شریعت بھی نور بھی
 لکھوں پڑ کر نور رہا کہوں تجھے
 تخلیق کائنات کا لکھوں تجھے سب
 یا ہم کائنات کا دہرا کہوں تجھے
 لکھوں نے ساتھ چھوڑ دیا کھوئے حواس
 میرے کریم! تُو یٰ ہا کہوں تجھے
 قرباں جمے اے وہ سری نے عشق یہ
 تھا غلام عالم چلا کہوں تجھے
 مہ کر لیا ہے ادنیٰ طلب نے یہ بعد
 جو چاہوں صرا سے کہوں یا کہوں تجھے
 اُتے ہی ہاتھ ہر کسی مشکوں کی بھیاں
 حق تو یہ ہے کہ خلق کا راجہ کہوں تجھے
 جب انقلاب ملک دور جزا ہے تُو
 بھ کی لئے نہ ملک و موی کہوں تجھے
 بی ہر سے دیکھے بھی نہ دیں شہی جاہاں
 بس اے کلہم! اہلک میں یہ کیا کہوں تجھے
 سے قریب مجھ کو ملے غلہ میں جگہ
 اتنی ہو کوئی بات اُر' ہے کہوں تجھے
 کرتا ہوں اختتام حق اس پہ اب نصیر
 نیچہ ہو جاتا نہیں نہ میں کیا کیا کہوں تجھے

جو آستان سے ترے دلگے مجھے ہیں سرگودا وہ دیا پہ چھائے بیٹھے ہیں
 پہنک رہی میں جہنمیں ترے فقیروں کی تھکھٹ کے سرے سجائے بیٹھے ہیں
 خدا کے واسطے اب کھوں اس پہ اب عطا جو دیر سے تری پڑھت پہنچے بیٹھے ہیں
 جلائے گی انہیں بہتیا جس میں بق لطف جو تھیانہ سق جلائے بیٹھے ہیں
 بڑے بڑوں کے سروں سے اتر رہا ہے شمار وہ آنا ہے سے محفل پہ چھائے بیٹھے ہیں
 جہاں بھی چاہے ان کے ستم کا چرچا ہے وہ ساری خلق میں طوفاں لٹائے بیٹھے ہیں
 ہاں ہے جو کوئی سب بٹے سر محفل وہ پند آپ کو آئیں دکھائے بیٹھے ہیں
 یہ ایک ہم ہیں کہ ہوں کے دل نہ جیت سکے وہ دشمنوں کو بھی پناہ دے بیٹھے ہیں
 جل بھی ہم کو اٹھائے پہ اب نہیں قار یہیں ہم تنہا کسی کے بھائے بیٹھے ہیں
 وفا کے نام پہ دشمن کا احساں بھی سہی کہ دوستوں کو تو ہم آراءے بیٹھے ہیں

نصیرا ہم میں تو ایوں کی ولی ہاتھیں
 کرم ہے اس کا، جو اپنا بھائے بیٹھے ہیں

میری زندگی کا تھ ہے یہ نظم چل رہا ہے
 ترا آستیں سلامت مرا کام چل رہا ہے
 نہیں عیش و عشرت پر ہی تری عظمتوں کے چ ہے
 نہ خاک بھی گد میں ترا نام چل رہا ہے
 وہ تری عطا کے چہرہ وہ جہم گرد کوثر
 نہیں شور سے شال ہے نہیں ہام چل رہا ہے
 کسی وقت یا لمحہ کی صدا و میں نہ بھولا
 دم نزع بھی زباں پر یہ کلام چل رہا ہے
 مرے ہاتھ آگئی ہے یہ کلمہ فقل مقصد
 ترا نام سے رہا ہوں مرا کام چل رہا ہے
 کوئی یاد آ رہا ہے مرے دل کو کتنی شایہ
 جو یہ سبب بے حسرت مر شام چل رہا ہے
 وہ بھاری کاٹھونے دیا ہوں آدمی کو
 کہ کلام چلا رہا ہے تو نام چل رہا ہے
 یہ اثر سے حیرتی سنت کے ذاتی سادگی کا
 رہا حاش چلنے والا رہا نام چل رہا ہے
 ترے اہل خیر ولی پر مسرت رہا ہے جیون
 مرے دن گزر رہے ہیں مرا کام چل رہا ہے

مجھے اس قدر جہاں میں نہ قبول عام ملتا
 ترے نام کے سوا سے مر نام گل رہا ہے
 تری سحر کیا گل ہے کہ کوئی سہ نہ جوتے
 مری شاعری کا ستہ مر عام گل رہا ہے
 یہ تری دعا کہ ہے کچھ ابھی ہم میں وضع ادبی
 یہ تری نظر کہ تہاں میں سلام گل رہا ہے
 میں ترے آثار آقاؐ ہے حقیر پر لوازش
 مجھے جاتی ہے دنیا مرا نام گل رہا ہے
 ترا اپنی بس اتنی ہی قیہ کاش رے
 وہ طالع صا رہا ہے کہ حرام گل رہا ہے
 کزی دھوپ کے سحر میں نہیں چھو نصیب کو نعم
 ترے سایہ کرم میں یہ عام گل رہا ہے

کرتے نہیں ہیں وہ کسی اہل حد کا رخ
 عید نظر ہو جس کے لئے مصطفیٰ کا رخ
 رکھیں نگاہ میں وہ دریا کرہا کا رخ
 جو لوگ دیکھتے ہیں میٹھ ہوا کا رخ
 وہ دائرے ہیں ایک حد مستقیم سے
 کبھی کی مسدود ہو اٹا کا رخ
 خوش نام غل ہے اللہ کی رضا
 اللہ دیتا ہے نئی کی رضا کا رخ
 ہیں سرگرمیوں اب سے لایسب وقت بھی
 کتا ہے پُر جہاں رسول خدا کا رخ
 تھا خواب میں بھی ساتھ مجرم نکلنا
 دیکھ رہا کتا ہوا لڑائی کا رخ
 رستے لگے جو غائب ہیں میری حد میں
 صحرائی کی سمت ہو رہا ہے ہوا کا رخ
 انساں دیکھتے سے خود آزاد رہے
 یہ بھی ہے ۱۲۰ تہا کا رخ
 حتمی قبلہ ہوگی خود اسی طرف
 دیکھتا ہے اس طرف کی رضا کا رخ
 سمجھو کہ اس کا کلمہ مقرر ہے اٹا
 ہو جائے اس کی طرف جس گد کا رخ
 چشم مصائب وقف جمال ہی رہی
 دیکھ پت کے بھی رہے کسی نہ تھا کا رخ

میں مانگتا ہوں اس کے ویلے سے بے نصیر

اس کی طرف سے اس لئے وسوسہ دعا کا رخ

اے خسروِ خواہاں اشن من
 گُزبانِ نکہت ، جان من
 انوارِ جمالت ، رزقِ نظر
 دیوارِ زشت ، ایمان من
 شکارِ خدا ، عطاءِ عطا
 اے تاجورِ ذی شان من
 بر جلوۂ تو کونینِ فدا
 اے جانِ من و جانِ من
 اے تاجِ سوارِ دادِ قہ
 یک روز عاِ صمان من
 از یک قدمت آہِ شہ
 ایں تمکدۂ ویران من
 پیرائے من است یہ تو طاب
 اے دلفِ ہر پنہان من

اے راجہِ کلبِ فقیرِ حزیں
 من بندہ و تو سلطانِ من

مخلوت اند و کندے بہ مہر و مہ چکند
مخلوت اندوزمان و مکاں در آغوشند
اقبال

مناقب

بحضور سیدہ عائشہؓ

اللہ اللہ جلوتے رہا ہے ہم عائشہؓ
 ہے بلالِ آمینؓ وہ تمام عائشہؓ
 روز و شب پیش نظر وہ رفیق و رخسارِ رسول
 دھک صد غلہ بریں او صبح و شام عائشہؓ
 اخترِ صدیق کبرؓ رو بہ شاد و دم
 ہے وہ گوشتِ حق کا حامل مقام عائشہؓ
 غلط دین کے قائل سے وہ حاصل ہیں
 تا ابد جاری رہے کا لیلِ عام عائشہؓ
 نام سے کہ عائشہؓ کا رب سے بیگیا تھا سلام
 خوفِ حق سے عرش پر قدمی نام عائشہؓ
 تھے کو کیا معلومؓ تو چھوٹا تری بھروسہ
 بچہ انتہ کے برکتوں سے مقام عائشہؓ
 مل نہیں سکا خدا جو دولتِ کبہ نئی
 مل نہیں سکتے نئیؓ ہے اتمام عائشہؓ
 دینا کل خود پہ اس آقائے متع کا کرم
 آتی ہو کر دیکھ تو دل سے علامہ عائشہؓ

آئے جانے میں کے رجم کی طبیعت پر طلال
 لکھتے مت ہے اب لکھتے میں نام عاشق
 ان کی صحت کی ہیں قیامت برأت پر و دار
 سورہ انعام کی ہے یہاں
 قلم اطہر پر نہ دیں جان حاضری میں و بار
 جب اترتے ہیں ملک میر سلام عاشق
 وار کر سکتا نہیں مجھ پر بھی طاعت شرب
 لوح وں پر طاعت ہے نقش دوام عاشق
 چاند صاف رکھتے کے لئے ہر میل سے
 سانس کی تسبیح پر بیٹا ہوں نام عاشق
 جب گئے ہیں آج سے بساں گاں سے قبر میں
 مجھ سے جو صحت پا بھیجے میں ہوں غلام عاشق
 مجھ کو ہے خلد طاعت درخیز ان کا نصیب
 نرسہ میری آنکھ کا گرد غم عاشق

بحضور سیدہ عائشہؓ

مرحبا یہ جلوۂ زیبائے بامِ عائشہ

ہے ہلالِ آفتاب ، نامِ تمامِ عائشہ

محبوبِ وحیِ نبوتِ وحیِ قدرتِ وحی

پڑتے نکلنے نبوت ہے کلامِ عائشہ

کوئی اوچھا دارِ امت کر عائشہ کی ذات پر

دردِ قدرتِ نحمدت سے لے کی انتظامِ عائشہ

تو اگر ماں کا رہا مصلحاغ ، توپ کر ابھی

ہے کھلا حیرے لیے دارالسلامِ عائشہ

عائشہ کے اس شرف کو بھی ذرا طوطا رکھ

اپنے منہ سے نکلنے پختے تھے نامِ عائشہ

عائشہ کے ساتھ زلفت ہو گیا اُن کا مقام

ہو سکا کوئی نہ پھر قائم مقام عائشہ

جن کے علم و فضل کے آگے سزاوت ہے خم

ہے وہ اک شخصیتِ ذی احترام عائشہ

بار سے جن کی دلِ مشرک رہتا ہے قرار

ایک نامِ عام ہے ایک نامِ عائشہ

ہے فحشے معلوم تو چتا ہے کس شرب کی نئے

اہل سنت کے تو ہیں چتا ہے جامِ عائشہ

راہن میں لا کر قصورِ علم پر ہر کا

ایک فرقہ اے علی سنت! نامِ عائشہ

بکھور خواجہ بزرگ

بکھور البقر عام السائب اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب

مظہر نقائے دہر میں سارا علی کا ہے
 جس سمت دیکھتا ہوں ، نقدا علی کا ہے
 دنیائے آسمانی کی پہچن ، تمہی حسن
 لخت جہر نی کا تو پورا علی کا ہے
 ہستی کی آب و تاب ، حسینؑ تہاں جناب
 زمر کا رس ، ران نقدا علی کا ہے
 مرحب دو نعم ہے سر مقلد پر ہوا
 انھے کا اب نہیں کہ یہ دہرا علی کا ہے
 گل کا جمال جوہ کے چرے سے ہے عیاں
 گھوڑے پہ ہیں حسینؑ ، نقدا علی کا ہے
 اے ریش پاک! تجھ کو مبارک کہ تیرے پاس
 چم نی کا ، چاند ستارا علی کا ہے

اہل ہوس کی فتمہ تر پر رہی نظر
 ناب جویں پہ صرف گزارا علیؑ کا ہے
 تم غل وے رہے ہو عقیدت کے لب میں
 دیکھو! نقطہ یہ ہمارا علیؑ کا ہے
 ہم فخر مست ، چاہنے والے علیؑ کے ہیں
 دل پر ہمارے صرف اجارا علیؑ کا ہے
 آثارِ پڑھ کے مہدی دوراں کے یوں لگا
 جیسے ظہورِ وہ بھی دوہرا علیؑ کا ہے
 دنیا میں اور کون ہے اپنا بجز علیؑ
 ہم بے کسوں کو ہے تو سہرا علیؑ کا ہے
 اسیابی کا لُحْم کا ارشاد بھی بجا
 سب سے مگر بلند ستارا علیؑ کا ہے
 ٹو کیا ہے اور کیا ہے حُرے علم کی دُسا
 تجھ پر کرم نصیر یہ سارا علیؑ کا ہے

مکفوف

سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا

دکا بھی نہ مرا کوئی کام یا زمر
 ہے دنیا میں تو احرام یا زمر
 نہیں وقت ہے حیرا مقام یا زمر
 تو مقام ہے حیرا مقام یا زمر
 تو کام ہے • نظام یا زمر
 ہیں دلا ترے دم کے قلام یا زمر
 تو حیات ہے ناکوں سلام یا زمر
 چے گا اب ترے ہا کام یا زمر
 دانے ہر میں تو فیض عام یا زمر
 چے عطر میں کڑ کا جام یا زمر
 نہیں • تو ہا مقام یا زمر
 انہوں میں پتے ہوئے حیرا نام یا زمر
 وہ دن ہے ہو قلم پر سلام یا زمر
 وہ خوفِ مابریں کام کام یا زمر
 وہ عطر سر دہار مقام یا زمر
 جو کر بلا میں ہوا قلم یا زمر
 ہیں حیرا قلم یہ کیا نام یا زمر

ہے چہ سے ہوا وہاں حیرا نام یا زمر
 لانگہ زنی عفت کے بیت گاتے ہیں
 رہے لکھ دو حاتی نے دستِ قدرت سے
 مقامِ مریم و عوا بھی ہے بجا • لیکن
 تو وہاں ہے اہم الکتاب کی لکھی
 تو جناب سے اسرارِ بیک مانی سے
 ہر ایک سانس سے اتنی حقِ مصطفیٰ و صمد
 نہ تھے گا کوئی دنیا میں لبِ نبی ہو کر
 حسنِ نبی و صورت میں ہو گیا ہری
 تھے مجھے بھی نہیں حسن کے صدف میں
 روپ ہو کے بھی اک چاندنی چھوڑ گیا
 حضورِ آنبی لکھ میں تو ہر استقبال
 وہاں پر دکر ہے حیرا ہی کے در کے ساتھ
 وہ تیری استِ عجب انوشِ دگرِ صمد
 وہ عہدی لب و لہجہ • عطرِ حال
 ہے فردِ ثمر سے خزانہ بھی سر سبز
 حسن سے لے کر قصور نامِ صمدی تک

تری جناب تک آئے تو کام تھا میرا سبیل اب کہ یہ ہے تیرا کام یا میرا
میں خود میں لوٹ چکا ہوں مجھے سارا دے میں گر چاہوں مجھے جہ کے تھم یا دھ
ہو میرے ساتھ کرم کی نگاہن پر بھی جس میرے بھائی جلال و حسام کا زہرا

نصیرؔ ہر مخاطب اُر لکھ ہے خدا

تو کیوں پکارتے جہ الامامؑ "یار خدا"

بکھنور

سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا

یہ سب وہ ہے ترے مکی گاہ کا رحا
سے فقیر و حیرت جاد کا رحا
تیرا وجود ہے سب سب سب سب سب
سے تیری دست مہر سب سب سب
جس مرقی ترے نور تو مصلیٰ وہ
سے یہ لونی و شرف عزاہ کا رحا
سے جو ان اہانت مجھے شہیت سے
تو حیر وہ من بعد گاہ کا رحا
عہد کو جس سے سب شایک ہوا سے
ہد کے سامنے رہا گاہ کا رحا
جس میں کے نور سے سب سب سب
ترے حسین کا کردار دہر رہا رحا
درود فقہ پہ ہو صدق بھٹ سنی
جس تیری سب سے سب سب سب
نہوں تو جیسے ہمیں وہ تری عادی کا
کہاں تو ایک تجھے 'عید کا رحا
تو بادشاہ وہ عالمی ایک شہرین
میں اک عیب تری 'اروا رحا
اگر چکا ہوں غم رحی سے ہاتھوں سے
نہا ہوں وہ پہ بھائی تہا رحا
ہوں معصیت کی سیاہی میں ہونے مد پہ
تسے دکھوں سے سب سب سب رحا
میں گور ہوں مگر تیرا وہ گھر ہے
تیرا سب سے سب سب سب رحا
میری ہیں وہ سے سب سب سب
میری طرف بھی کرد کی گاہ کا رحا

ر بھیر مٹی مجھے ہے دوسے تو جان کہ میرے دیا ہیں شاہوں سے شاہ یا رحر
 جیوں تو لے کے جیوں تیری دوسا توست مہوں تو لے کے مہوں تیری چاہ یا رحر
 قدم پہ لکھ یا گھر تھی ر دوسے نرم لکھ دیدہ و ہوں لڑائی راہ یا رحر
 لہو ایم یہ امید یک فکر یہ دست بھال مہم راہوں کن نگاہ یا رحر

۱۲۔ شہت پر مہوں جو چاہی اس کا

شہت سے و نہیں چاہ یا رحر

روئے احمد کی شہادت چہرۂ انور میں سے
 جوہرِ قطری رحمتِ تیرے ہیکل میں سے
 تو ہوئی ہے مصطفیٰ کی گود میں پل کر جواں
 نورِ محمد تیرا ہنرمیں ساقی کوڑ میں ہے
 تیرا جوڑا خلد سے لاتے تھے جو یل امیں
 رقصتی حیرتی حیا و شرم کے زبور میں ہے
 کر بلا ا طیبہ و معتمد ہوئے رعبِ نجف
 تیرے پایہِ دلخوا رنگ بر منظر میں ہے
 پا سکا کوئی نہ انسانوں میں بعد از انبیاء
 جو نصیبِ طریکی رحمتِ تیرے شوہر میں ہے
 نوعِ انساں کو ۔ حاصل ہو سکے گی جاہد
 اک وہ جھمبیں شرف جو انِ ظہم میں ہے
 مریم و حوا کو بھی رشک آئے شاید دیکھ کر
 جو بیات اس بی کی لاڈلی دختر میں ہے
 اس کے در سے بھرے آدھوں میں کھنول مراد
 دھوہ جس کے لطف و احسان کی دھارے میں ہے

ہاتھ حالی آج بھی جو در سے لٹاتے نہیں
 اکے جیب دیا دی طبع گندا پرور میں ہے
 یہ وہ گھر ہے جس کا اک اک فرد ہے طہا فنی
 فقر ہے معنی میں اہل خسروای شہر میں ہے
 میں رہوں گا یہ مٹاں سائے صریح خاطر
 طاقہ پرور جب تک میرے بال وہ میں ہے
 صورت امیرت میں ہیں یک رنگ رح و رسول
 شان جو مظهر ہے پائی ہے وہی مظهر میں ہے
 شہر کی جا ہے کہ اپنے دونوں گھر تباہ ہیں
 دل میں سے ان دنوں تباہوں کا سوا سر میں ہے
 آج کی عورت ہوا پورے سے ہر کس ہے
 خاطر رحامی ہستی بھی گھر چادر میں ہے
 آپ رحامت سے کہا فہر نے ، رکھے گایا
 مہر کا جو درس شامل اسوۂ مادر میں ہے
 آج شاید کربلا میں لٹ گیا رح کا گھر
 قریہ قریہ ماتی بدم خوا گھر گھر میں ہے

کر پا میں جو نچے چھوٹے بڑے کباب شہید
 کیوں یہ لمبوں ہی چاروں حد و اتر میں سے
 سیدہ رحما! خدا سے مانگ اس کی عافیت
 تیرے باپ یہ اسفط طبع اتر میں ہے
 ہر طرف خود کش دھماکے، چار سو لاشوں کے ڈھیر
 تیرے کانوں اور نواں سادہ عرش میں ہے
 اے خوش قسمت، مرا سہارا نسبت نصیر
 مجھ کو کراش بچتوں کے سرحدی محور میں ہے

بکھنورا، مہالی مقام حسینؑ میرا

جس کی جرات پر جہاں تک وہاں ہے
 آج وہ رحمت شائے سزا و عفو ہے
 ہر مس میں اشراجِ صدر کی خوشبو ہے
 منہ حق کی قسم حق ہے
 دہارِ بدی اللہ کا — عہدِ خاص
 سب سے غفلت و غفلت ہے
 کیا عابد ہے یہ مثل سے مصیٰ پر کھڑا
 کیا نازی ہے کہ ہے خوفِ خدا سے
 اے حسینؑ! دلِ آفتاب کو صراحت یہ فراہ
 آج تو اپنے خدا سے رو برو ہے
 کعبہ جو مولود کعبہ کا پر
 قہر را ہو کر مسکین قہر را ہے
 اس زمرہ اس غری شانِ عبادت پر سلام
 سرچشم آفتاب ہے نورِ محمدؐ میں ہے
 اللہ اللہ تیرا ہے اے عہدِ مصطفیٰ
 جیسے خود ذاتِ پیر تو ہو محمدؐ میں ہے

در مدح حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ

حق دو، و حق نہ بغداد کی سرکار ہے
 یا تجھے بتاؤں کیا بغداد کی سرکار ہے
 مربع تل منہ بغداد کی سرکار ہے
 سداہ "یا بغداد" کی سرکار ہے
 جامع سوا فیہ الوری میں سرکار ہے
 دیکر خوب خدا بغداد کی سرکار ہے
 جس کی حق کوئی نہ سنا نہ بدعت کا پائے
 ترنماں توحید کا بغداد کی سرکار ہے
 میری تیری حمد میں جس دعویٰ بھی ہے شریک
 لائق محمد خدا بغداد کی سرکار ہے
 قاضی الحاجات کے در پر رہا جو کچھ دیر
 نماز کی دو اجزا بغداد کی سرکار ہے

شب کی تاریکی میں تجا دست بستہ شب پر
 حاضر باب عطا بغداد کی سرکار ہے
 وہ کو مصروفیت شام کو سرگرم و سر
 شب کو عمر ایچا بغداد کی سرکار ہے
 اولیا کے ساتھ طلاقِ ولایت میں شریک
 شاہ میں سب سے جدا بغداد کی سرکار ہے
 علم و خلعت میں حق مونی کا تجا و نقش
 راز دار ہل اسی بغداد کی سرکار ہے
 کیا نبوت کے جہانوں میں ہے اہل مصطفیٰ
 فقر کی دنیا میں کیا بغداد کی سرکار ہے
 جہل کی لہر میں وہ جس نے ہل تھل لایا
 علم کی ایسی گھٹا بغداد کی سرکار ہے
 قدر میں پائیں مگر قدرت پہ اترا پا نہیں
 شریحِ حسیم و رضا بغداد کی سرکار ہے
 ہاتھ بٹھے تھے مگر مولیٰ کی مرضی دلچسپ
 واقعہ سزا کا بغداد کی سرکار ہے

درودِ جبریل علیہ السلام محبوبِ بھائی شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ الدہلی

تری شان سب سے جدا غوثِ اعظم	نہ پہنچے تھے اولیٰ غوثِ اعظم
بہاں رسولِ خدا غوثِ اعظم	جدا ہوا اپنی سرافرازی غوثِ اعظم
حاجِ حسینؑ اس زہرا کے درت	ہمدردی غوثِ اعظم
اجابتِ بڑے پیشوائی و تے	انہی میں جو دستِ دعا غوثِ اعظم
نہ کیوں ملے ہوں مشکل سے مشکلِ سائل	کہ ہیں اس مشکل ملکِ غوثِ اعظم
رسولوں کے اہوازِ نبیوں کے تجر	واجب ہوئے تھے کہ یہ غوثِ اعظم
دہانے کا ہر جہِ ذریعہ قدم ہے	میں ایسے تھتہ پیشوا غوثِ اعظم
کوئی جگہ سے بھرے نصرتِ خدا کی	ذرا کہہ کے تو دیکھ یہ غوثِ اعظم
نہیں ہے کوئی اور سارے جہاں میں	مرا ہی تیرے سوا غوثِ اعظم
ارا ہوا مصلیٰ میں بھی دیکھوں	ذرا صورت اپنی دکھا غوثِ اعظم
تر دور افسوس پایہ ۔ میں نے	کبھی خواب ہی میں نہ آ غوثِ اعظم
۔ تھے ہیں خالی نہ تھیں کے خالی	ترے در سے تیرے کہ غوثِ اعظم
حاجت سے بھر دیکھے مری جھولی	کرم کیجئے آج یہ غوثِ اعظم
مصائب کے طوفان سے ٹکرا رہا ہوں	میں سے کہ ترا آسرا غوثِ اعظم

ہو ہے نہ ہو گا نہ ہے اس جہاں میں کوئی اور تیرے سوا "خوشِ عظم"
 کجا یک گدہ کجا شاد جیلاں کجا یک فقیر کجا خوشِ عظم
 شاؤں نہ کیوں اس دامنِ دس کہ ہیں میرے درد آشنا خوشِ عظم
 اگر ان سے لو دوں تو مید تم بھی تو ردیں اسے یا سے یا خوشِ عظم
 درستی علقہ کی کر لوں یہاں پر کہ ہیں قبول حق نہ خوشِ عظم
 نصیر سن آیا ہے بن کر سدا
 اسے بھی ملے عید یا خوشِ عظم

مکرم حضرت سید محمد امجدی

مکتبہ تحفہ کور (لاہور) نواز قسمر: نگارگر شریف (اٹالیا)

22 ستمبر 2008ء بجائے شریف (اٹالیا) نے یہ کتاب سب کے لئے

بلند مرتبت و پاک ہاؤس 'بندہ نواز' جس میں عشقِ نبوی کے وہی برحق
قیام ملے، رنگ و بھروسہ کے محرم جو ہیں وہ کفایتِ اسلام میں بہرہ مند
شریعت اور طریقت میں علم و احسان میں ہر ایک میں پے درپے اپنے حقائق سے
یہ بات طلبِ فہم کی پان کے سے موقوف کہاں کہاں۔ تری و تہی ہر پہلو میں
تری حیاتِ عشق و مصلوح کا مظہر سے عروج کے قطب و ایسا میں تجھے
سے تیری دست و آئینہ جلی جس میں صفات میں تری نمود سے خدا کے وہی
بہت ہے تمام اور کام ہے۔ لیکن ہو کس نے خلقِ خدا کی صفاتی
دارِ عمرت میں ہوں نصیبِ شمعِ حرم سے کہ میرے حق میں گیسو دار 'بندہ نواز'

دارِ عمرت میں ہوں نصیبِ شمعِ حرم سے

کہ میرے حق میں گیسو دار 'بندہ نواز'

ایں آہ جگر سوزے در خلوت صحرا ہے
لیکن چہ شگنم کارے با انجمن دارم

غزلیات

علم کر دے نہ میرا باطل فریاد مجھے اس قدر بھی ۔ ستا دسم بھاد مجھے
 رات پڑتی ہے تو آتا ہے مٹی پاؤ مجھے تو ۔ رکھا نہ کہیں قابلِ شاد مجھے
 جڑوٹی آپ کی وہ میری حوٹی بسر اللہ آپ کرتے ہیں تو کر دیجئے بہاد مجھے
 پرچھتے کیا ہو میرا حال پریشان مجھ سے ایسا کھویا ہوں کہ ہنہ بھی ۔ رہا یاد مجھے
 میں قفسِ ی سے گلستاں کا نگارہ تروں جتنی رخصت نہیں وجہ میرا صیاد مجھے
 رکھ سکے ہاتھ ہمارا ہر کسی کے من پر ٹوٹ جیتے ہیں تیرے کون سے داد مجھے
 پیسے دینے ابھی اس دس و میری کے طے ابھی کیجئے ۔ غم رلف سے آزاد مجھے
 بھوں جاواں میں رہاے تو تیری چاہت میں یاد تیری رہے اللہ کرے یاد مجھے

اس کی یادوں سے نصیر آتی بھی دس سے آباد

بھوں کر بھی نہ کیا جس سے مگی یاد مجھے

کاش حاصل مجھے یہ رنگ تھا ہوتا
 روز و شب ساغنے حیرا ز رخ دریا ہوتا
 رہتیں "تیں" حوشی ہوتی نکلتے راں
 تم قدم رکھتے سرے گھر میں تو جا ہوتا
 ہ مجھے عشق میں مودہ بہن آج
 میں ان گھوں سے جو کس نے تجھے دیکھا ہوتا
 یہاں ہے کوئی دم کا یہ تسار بھرا
 تم بھی "ہاتے جو ہیں" تو دیکھا ہوتا
 یوں نہ تھرا اُتر دے ہی کیا ہاں تر و
 دل تسار جو نہ ہوتا تو یہ کس کا ہوتا
 ہاں گوت سے تنہا عرف را "وہ" جواب
 بھانپتے اپنے گریباں میں تو دریا ہوتا
 جھکاتیں مرا سگیں "وہ" راہی کر رہیں
 کاش "وہ" پائے سرے گھر میں بھی تر ہوتا
 ہ مگر ہی ان ن سنجہ کا تصور سے نصیحت
 یہ بھی ہوتا نہ سرے ساتھ تو تھا ہوتا

نہ تم سے شب وروز پریشان دات خبر رکھ
 اولاً تمہی کا میں نے جا کر جا کر رکھ رکھ
 وہی دل چھوڑ کر مجھ و کسی کا ہو گیا آخر
 جسے نارواں سے پانا جس وارواںوں سے خبر رکھ
 تا ہے کھل گئے تھے س کے تیسوسہ کٹش میں
 بہا تیرا ہوا نہ نے مجھ کو یہ فی ربط
 یہ س کے پیسے ہیں جس نے حق میں حرمی رواں
 سی کو دار ویا اپنا " کسی کو درود رکھ
 جو ملک اور اس کے آئے س سے ایسے ایسے نہیں
 مرا ملک ہاتھ میں سے کر اور ایک اور رکھ
 کبھی کریں تو شاہد کہوں میں اس ملک مال
 اسی امید پر رہاں قسب روا گزر رکھ
 کہاں یہ چک تیرے دروازی حیرات کے لائق
 روم حیرا کہ تھے مجھ کو درود نظر رکھ
 علم اپنا دیا مجھ کو رخصت کر دیا میں سے
 نہ تم تھا جسے اس سے لگاتے عمر بھر رکھ
 کہاں جا کر بھلائی اور بدی غوریں نکالتے
 تھیں اپنا کیا تم نے بیش یک در رکھ

رہنم آئے شبِ دہدہ، ہیچیاں ست جہ رہا
 وہی دس چھوڑ کر مجھ کو کسی کا ہوشیہ تو
 نہیں کہ مل گئی سرائیِ حراقی، بدگئی ہو
 میں ہر ایک سے دوری خجستے سے وق
 تم، یاد آئیگا، دہشتے میں سے
 حراقی کھل گئے تھے ان کے آئینہ میں
 یہاں سے پیٹھے ہیں جس سے حق میں ہوگی
 بھی کہ یہ قوشا، تجھ میں اس کا غلط ہے
 مجھ کی غفلت میں حراقی، کھٹ کر رہا
 جو غلطیوں سے ہے اس سے کچھ بڑھ نہیں
 لائی میں غارِ مجھری سے چائی ایکے
 یہ کھنکھاتی سم جاتے، منہاں ش باتوں میں
 ہر جگہوں پر جسے ہے عداوتِ کرم سے
 کہیں جا کر ہر غیب، درپردہ کی ٹھوکر کھاتے

قلمی ہے یہ قلم ہے اسے نصیر امجد مدت کی
 کہ جو بھی کلمہ لکھا شعر میں، مثل کرم رہا

لوٹے کشن وہ ترا گھر سے غریباں ہوتا
خود را گرہ ہوسے اور بھی لائیکوں نہیں
رندگی گھر کی حکاہیں کا ظہور حاصل
گھر میں وہ آئے تو فیکس پارہنہ فیکس تے ہوا
چہ تو اند کا مے ہوتا ہے، ع سے بحر سے
ہاں مری نکمہ سے من چاہا ہوا دھن
دھن شمر کی تقدیر میں رامب! بھٹ
خاک سے ہو کے ہوا خاک میں جانا کر
وہ غراہاں کے پائیاں ہے دعا سے
ہاتے پا کے بچے نہیں۔ مریا فہ
حم نے اریا کی کو دیکھا ہے افسانے طاقاں
مکتب جس کو وہ افسانے یہ کی مری
ہوتا مشکل ہے کسی اور و رنا حلیم
شعر میں شرط ہے معیار غزل دور
اے جوشی تجھے توار، تو مت جوں تیرے

مرد کا تھوتا فیکس کا عراں خواں ہوتا
ٹکھ سے فیکسوں رہا خسرو غریباں ہوتا
ہاتے تیرے ہوا خاک میں پناں ہوتا
آج فیکس ہوا ہے مرد سماں ہوتا
میرے ہونے کا فیکس خمت پریشاں ہوتا
سے سائیں لی مری گور کا دہراں ہوتا
تیرے قسمت میں ہو خاک در جاہاں ہوتا
اپنے ہی گھر میں ہو جیسے مرا مسماں ہوتا
ات سے ہش پہ فیکس کا پشیاں ہوتا
کہ ہواہوں کا ہے شمع پہ قرہاں ہوتا
آج دیکھو سی قندے کا اکی طراں ہوتا
کار ہر سنگ فیکس لعل بدیشاں ہوتا
اتکا مشکل فیکس کار کا مسماں ہوتا
تیرے ہی بات فیکس صاحب دہراں ہوتا
اس سے مے کے گور اے فی میلاں ہوتا

فکر کا تان جو رکے ہوئے ہوں سر پہ فیکر

بچے سے ان کے لئے وقت کا سلطان ہوتا

نوئے ہے دل والوں کو تک کرکار تیرا دنیا دہلنی تیری ' عالم دہانہ تیرا
 پیتے ہیں قسمت والے ساقی کا تیرا رہتاں لی جائے بعد ' ہسپا بھگہ تیر
 کش کا پک پک تھوڑے آم ' تیریں موجوں میں دے لپٹل سا مل پڑا تیر
 دس سا بھی کم میں تیری سعت کے تے حیرت میں ہوں چٹن گڑاں سے کاشا تیر
 ٹو ہے وہ سڑ مسلی ' ٹو ہے وہ راز ہستی زماں سے کھوٹا خود ' مشکل سے پاتا تیر
 قائم سے میر تھو سے چاں دامن کا رشتہ ٹو سے ہر صبح محفل ' میں ہوں پڑا تیر
 ٹو ہے وہ جان عام ' شاد خواباں عالم ظلمت ستونی تیری ' عام مستان تیر
 تیر سے قدموں کا پیر پیسے کو انھو ٹھوس کا مجھ کو کہہ دے گا رعد ' مرقد پر کتا تیر
 جود دکلا دے اب تو چنے نصیر و تہ
 بیٹھا ہے در پر تیرے سب سے دہانہ تیرا

آباد دے مرے دل کو بھی تجلی جا۔۔ اپنا ہی کا شہ
 تھک رہے ہوں بے جلو جاندار۔ مستور۔۔
 دین تھی تے شہ کی اور بھرے۔ وقت آخر عات
 گل باد پائے نئے ہوئے الہ تر۔ تزلزل جاندار
 لکڑیوں کے چکر میں چرے تیں یہ صفت۔ یہ تے در کا قلع
 جوں گھر نیمت ہے۔ حب آفت جاندار۔ اپنا بیگ۔ ترا

کہ ہوا ان کا قصہ کہ
 انہوں نے سمجھیں بچہ نہ
 یہ مسموم بات کہیں
 خود خواہ کی تو میں
 ہم تو آپ سے اپنے ہیں
 سب کو پہنک جائے گی
 آپ واپس لگے تو ہے
 مل جل رہا ہوں
 ہم پہ کس کا غم ہے
 ہے وہ بھی انہوں سے ہے
 یہ خیال تو وہ نصیب
 ایک حقیقت کے ہے
 اب یہ بات دے ہو تم
 تم جاؤ گے جاؤ گے
 جس کا یہ عالم تو ہے
 اسے روزگار تو ہے
 جس سے ان کو دیکھ یا
 ان کی چاہت میں جس
 آئے سے رہ رہا ہے

ان پہ قصہ نہ مرتے ہم

اس میں ہاتھ ہے دل کا کہ

کھا مکے ہر بھی ہو کہ مجھ مجھے مجھ تھے * نکلا مجھ
 ہوں کا مت چھو حال فعل میں مجھ تھا مجھ
 یہ بھی کیا دستور ہوا کیا مجھ تو کر ا مجھ
 گردشِ وقت نے قیں دیا نہ بھی تھے وہ یہ یا مجھ
 آپ ہی سہ نظر سے اور نہ ہم سے کیا مجھ
 وہ تو میں سے سر نیا مجھ وہ ہوا سے توڑا پکڑا
 وقت کے سلطانِ اہلِ دما ہر سے قیں نے لے لیا مجھ
 دہ گئی بچتا ہے دیا ہی میں نہ جا مجھ
 گزری ہے تم سے وہ مجھے ہو چکا مجھ
 اسی کا درد ہی ہے نہ گنا ہر جس کا مجھ
 وہ بھی وہ میں میں بھی کسی ہوگا آئی گردشِ مجھ
 اور سو گئے مجھ سے کیا کہہ تو دیا ہے اکا مجھ
 ہر تو ہفت تاتا ہے ہم میں کون ہے نکلا مجھ
 کر پے ناو جس سب نے ہر بھی نہ میرا گوارا مجھ
 سب کہ اوپر واسطے کا میرا ہر نہ حیا مجھ
 کامدا ہت ہو " فعلی وہ نہ مجھ میں ہجو کا مجھ
 طر وہاں جاں نکلا لاش نہ آئے ہوا مجھ
 میں ان کا وہ مجھ سے میں مجھ کو کس سب پدا مجھ
 میں کیا جاں دلا میرا جس وہ گنا مجھ

نہ کا قصہ نواں دہن

کئی ہر سے لب ڈنبا مجھ

تہ بھی سوئی ہے پردوں۔ درداوش مجھے کر دیا ہونے کہیں ٹوٹے فرہوش مجھے
 تیری آنکھوں کا یہ بھلا۔ علامت ساقی مست دکھتا ہے ترہ و سر جوش مجھے
 ہنکیاں سوٹ کی تے نکلیں دب ترہ و ہو کچھ میں شاید۔ رہے ہوش مجھے
 سب کا ہمارے۔ غزال مجھے برویج میری قسمت کہ حاتھ سا طاپاش مجھے
 کہیں نہیں ہے چوہ ہوں ہاں اسی راہ کی صدمے جرتا ہوش مجھے
 پاؤ کرتا رہا شمع کے دلوں پہ ہے کوا ہے ہی طام سے فرہوش مجھے
 ایب دو جام سے بھرتی ہر جاتی تھی زنی آنکھوں سے ملتا ہے ہداوش مجھے
 جیتے کی کھو گئے تھے حواس ہاں اسی قریب نیچے گئے او بھی مرہوش مجھے
 مجھ پہ کھینے نہیں دیتا وہ حقیقت میری قتل و ست میں رہتا ہے دور ہاوش مجھے
 صحت میگو دیا ہے کی سب کو برسوں ہم نے سب سے مرہوش گئے ہوش مجھے
 اسے گل دیکھتا ہے مرہوش ہوں سے صحت چہ سے کوڑا ہل و میں جو ہاوش مجھے
 زندگی کے غم و آہام کا مارا تھا میں ہاں ہی ہوش لگی تھی۔ ہوش مجھے
 ہر کسی سکتی ہوں نصیب کا کٹر سچو اب دہوہ کا ہر طرف سے ہاوش مجھے
 کوئی کرتا ہے نصیب تن مجھ پر ظلم
 دہوہ کا ہر طرف سے ہاوش مجھے

کسی کو تجھ سے زیادہ جھوٹا ہوں دیکھ کر
 تجھے اپنے قیام کا دل کا دل ہوں دیکھ کر
 اسے دیکھا سر دلا دیا جسے تو سر سے کر
 ہمارے بعد نہیں اسے جاؤں دیکھ کر
 یہاں یہ وہاں آج آکر وہاں سے نہیں نکلے
 توکل جا ہذا گھر میں ہوں دیکھ کر
 نہایت بار بار ہر وقت میں تیرا
 جن کو میں ہم سا جاؤں وہاں ہوں دیکھ کر
 اسے دیکھا صلیب سے لٹا لگی کیا لڑنا
 وہ لٹک رہا ہے تو وہاں ہوں دیکھ کر
 نہ لٹک رہا ہے بلکہ وہاں سے نہیں نکلے
 ہمارے تو یہ ہمارے ہوں دیکھ کر
 جہاں میں آکر ہوں گے وہاں سے نہیں نکلے
 مگر یہی حق ہے تو وہی ہوں دیکھ کر
 رہے گا جو تجھے ہمارے دیکھ کر
 کہ اس سے بعد آج کو تو اس ہوں دیکھ کر
 جیسا کہ دل سے ہی اس بل و امید ہوں
 اگر یہاں تم سے دل نہ لے جاؤں دیکھ کر
 کہ میں شکم پر ہر قسم کی اجازت کا
 ہوں بل گیا تو اسے وہاں ہوں دیکھ کر
 جیسا کہ دل سے ہی اس بل و امید ہوں
 ہمارے بعد ہم جیسا کہ ہوں دیکھ کر

مہر پست کیا رکھوں نے یہ کھانے سے خاک ہو جا میں تے لکھیں گے نہ بھانے سے
 میرے ساتی ہو مٹا کھو بھی کھانے سے نہیں پاتا ہے وہاں ترے بھانے سے
 کر ہی رہا کھی پیسے سے میں تو بہ نہیں آتی نہیں سمجھیں تری چٹانے سے
 مجھ سے ہاتھ دلی یا مجھ پہ جوں میں رہی قیس و دہ کے قصے تو ہیں افسانے سے
 درمیان سلامت و سہ تجری نیست ہاتھ میں جائے گی اپنی ترا ہلائے سے
 افسوس شیر کی تو بہ نہ کہیں روتی نہ ان صحت حق کی صدا آتی ہے بھانے سے
 رند کے طرف پہ ساتی کی عمر رہتی ہے اسے چلو سے چادری اسے کھانے سے
 کوں یہ تم نگا دیا ہے معلوم نہیں دور اکتا ہے دھوئیں سا سرے کا شانے سے
 شکوہ کرب طراقت بجا ہے نہیں جس سے پی ہو دکھنا کبھی بھانے سے
 اس سے بہتر نہ ملے فرش سلیم شایہ ہم پکاریں گے کبھی یہ کھانے سے

جے بہار میں بوزھا ہے میں نہیں جاؤں نصیر

اب ہزاروں دھڑکے گا مرا بھانے سے

ہے روش و بھی جو تجھے راحیں جان
 یاد آتی سے تری رخصت پہ چٹان جان
 تنگی دل میں ہے بچست وہ چٹان جان
 اب میں انا سرے طس گرجاں جان
 کر گیا ہوں بیابان و گشتاں جان
 کہ اسے تو جانتے فرموش وہ چٹان جان
 کاش ہر دو سرے ان کا یہ ارمان جان
 فخر سے دور نہیں گوار فرمایاں جان
 انا وہ سکتا ہے اپنے میں مسکراں جان
 اب سے تیرے ساتھ ساتھ داراں جان
 میری آنکھوں سے بہاؤ ہے خوشنواں جان
 مجھ سے اولیٰ مگر یہ ہے سرو ساماں جان
 یا نہ تجھ کو کہ یا ہے شب ابرس جان
 درہ دھرتی مجھے گرجاں دوراں جان
 میں ترا جانے نہیں تا سر سطاں جان
 میں چوں مژ میں تیرے ہوئے جاناں جان

ہم سا بھی ہو گا جہاں میں کوئی نہیں جاہیں
 سب ہی کرتی ہے سرے س نو پہچان دیا
 میں تری پہلی نظر و نہیں ہوا اب عبد
 ہمکن ہو بھی آئینے سے باہر آکر
 دشتِ فکر ہے کس آبد پائے میں سے
 مجھ سے ہاندے تھے ہا جو ستا اب و نوا
 نہیں آتے ہوئے ایکوں تجھے پہن کر میں
 اک مسافر کو تیرے شہر میں موت کی قبی
 یہ ترا میں وہ کا فر کی لوانکی جری
 انہیں تجھے لوٹ کے چاہے نہ خدائی ساری
 لعل و شہر مرے ذوق کا حلق کب تھے
 جاں پہ لب، خاک، ہر وہاں جس کا بدوش
 یہ تو پہنچاں سے کہ جس پر یہ بلا کر دی ہے
 وہ تو اک نام تمھارا تھا کہ آئے آو
 یہ دانست ہے جو وہی ہے۔ نوئے کی
 طلب آجائے کہ خاموش کلائی ہو دیا

وہ پہ حاضر ہے تو ہے، حیرا فطیر عالمی
 نیزا گرم، ترا شریعت اسیں جان

کسی کافر کو نہ دیں دھڑ کو اپنا کرنا
 ایک لمحے کے لئے پار کو اپنا کرنا
 عشق میں قرب کا ارمان بھی کیا ارمان ہے
 سانے کو پھوڑنا • دیوار کو اپنا کرنا
 ہمیں بھولی نہیں بے تک وہ دھاتی چائیں
 پار ہے اس لمحہ صبر کو اپنا کرنا
 کہ بیاں پھانسا اپنے انا بیکر کی
 اپنے خوں سے پار کو اپنا کرنا
 اس کی ہانسون کے سارے ہی تہہ چھپے
 دھپ میں ملیے دیوار کو اپنا کرنا
 ٹوٹی ہوئی سب دیواراں ہے کر آتا ہے نئے
 اک ٹکڑے میں لہرے پار کو اپنا کرنا
 اپنے ہو کر بھی یہ اپنے نہیں جتے • ہے
 جو نکلے تو دل دیوار کو اپنا کرنا
 وہ تو اک بات تھی، ہم جس پہ اڑے بیٹھے ہیں
 وہ آتا ہے جیسی دیوار کو اپنا کرنا
 دل کے دہسے میں جو دل مانتے تو پار، سہارا
 ہمیں اُلفت کے طرہ پار کو اپنا کرنا

پاکہاروں کا ہمارے کیا ذمہ تھوی
 یہ ترا مجھ سے گنگار کو اپنا کرنا
 لاکھ اندھوں کی فحاش سے نہیں بستر ہے
 صرف اک دیدہ دیدار کو اپنا کرنا
 نار ہے جانہ اٹھاتا کسی اہل زر کے
 کسی مجلس کے دل زار کو اپنا کرنا
 غم حرقہ میں ترنا ہے مقدر اپنا
 اپنی قسمت میں کہاں پار کو اپنا کرنا
 روز مرہ کا جو ہے کھیل فتنہ ان کے لئے
 ایک دو باتوں میں دو چور و اپنا کرنا

ہر طرف سے جھانکا سے روئے چانا مجھے
 کھل ہستی ہے گویا منہ خانہ مجھے
 اک قیامت اُحائے گادنا سے اٹھ جانا مرا
 یاد کر کے روئیں گے یارین میخانہ مجھے
 دل طہاتے بھی نہیں دس چراتے بھی نہیں
 تم نے آخر کیوں بنا رکھا ہے دیوانہ مجھے
 یا کمالِ قرب ہو یا اُتارے نجد ہو
 یا بھانا ساتھ یا پر بھول ہی جانا مجھے
 اُنکھیاں شبِ زوگانِ شر کی سے نکلیں
 میرے ساقی دے دراقہ مل میخانہ مجھے
 تُو ہی تِلا اس تعلق کو بھلا کیا نام دوں
 ساری دنیا کہہ رہی ہے تیرا دیوانہ مجھے
 جیسے شائے ہوں میری خاموشی سے ہر کلام
 کاش مل جائے نصیر اک ایسا دیوانہ مجھے

”چکر میں“

گر جانے مائی مریے کے ہنر میں
 ہوا مشغول رہے اس کے بچے کے ہنر میں
 مہار دھماکا پہنچے ہمارے پیپ و نرپوں کی
 - ہا ہاں کے اچھے و کچھے کے ہنر میں
 کرشمہ ولی اعلا سے کی کشش ادراں
 کہ ہے تارخ ہمارے خود کردار سے کے ہنر میں
 گوارا نہ دینا۔ لاجس و کام سے لیا
 نہ سے آئی گل ادھگی ہیں بھانے کے ہنر میں
 ہمیں ہی۔ مان میں بھی جی سے حاصل ہے
 جملہ میں بھی تم ہو جی میں جانے کے ہنر میں
 کہاں دھماکا کہاں یہ منہ نریر سے قصد دینا۔
 یہ حرکت بھی تیرا شوق پیچہ پاتا ہے۔ ہر میں
 ہر جو خاک مجھ پر طبع کی قصبہ رانی کا
 کہ سرخ یہ دور آسمان کس سے کے ہنر میں
 یہ دنیا کی چلتی ہے یہاں ہر آن دھماکا ہے
 کوئی آنے کے ہنر میں کوئی جانے کے ہنر میں

رے قسمت نہ بھوتا مجھ سے نکلتے کا دروازہ
 رہا ہر چند دامن مجھ کو بیکانے کے پلڑے میں
 وہ "پچھو" تو پھر کیا تھا جس میں روت لٹ آئی
 مرنی میت کو تھے احباب دکھانے سے پلڑے میں
 تم اس دنیا میں بھی دنیا کے ہو کر ہی نہ رہ جاؤ
 یہ تمہارا نہیں خود "اسے" پاتے سے پلڑے میں
 لہی "آہ" رکھنا تو اپنے ساتھ بھروسے کی
 کہ بڑی سے بھی میں کبھی نہ جانے سے پلڑے میں
 مشائخ "مہروی" طلاق ملتی سنت "دوان" قاری
 یہ سب بڑھاپہ جاتے ہیں مہرانے سے پلڑے میں
 مجھ پتلا نہ بھری سے قحطی کے ر "و" دامن
 رہا کہ بھتے مجھ کو راہ پر "اسے" کے پلڑے میں
 جو سمجھیں روضہ "اسایت" کو آخری رشتہ
 کہیں پڑتے بھی وہ اپنے بچاؤ سے پلڑے میں
 کوئی دیکھے "تسیرا" اپنی پہ لول "عر" کی حوش
 کہ بیٹا چاہے میں ان پہ مہرانے کے پلڑے میں

ہر جس کی کا روں کے نور چاٹ لے
 جس کی دیاں عجب دریا چاٹ لے
 گل جھکا - چٹکے بھی جو پر چاہیں
 شکل سے کوئی پھول کی مہکار چاٹ لے
 مٹا ہے ہر تھکی راہرو کو گھن
 پانی پر آئے کا کوئی عمار چاٹ لے
 رہتا ہے رفق دریاں پھاڑیں گے یہاں
 جب تیرا دھپ سایہ افکار چاٹ لے
 ملتا نہیں کسی سے بھی سایوں کا رخ
 جس کی ہاں ساری جہاں چاٹ لے
 مل پڑے یہ قاتل شاعر کا یا ثبوت
 جو کل تر کے گلے جوڑ چاٹ لے
 اپنے میں یا پٹے کوئی حوا سر دھان
 ہاتھ جب اٹھ کے ملو حریہ چاٹ لے
 اسے خوش قدم ادا کر دے سے خوشیہ
 کیا نہ ہو کہ شوق دہر چاٹ لے
 اس خوف سے وہ رستے میں دھنیں پیٹ کر
 اچھی کہیں - رفق کا دھما چاٹ لے

دھنک کی بات سن میں جو اترے تو اس طرح
 ہب کان اس کی کلاتے مٹا کر چاٹ سے
 ترسیجے نہ شوکتِ خانی چہ اس قدر
 دینکے کہیں ۔ نوری سرکار چاٹ سے
 مگر جو ہو خیمے کے عقل و مال کا
 ہر اے ' لودھ دھار چاٹ سے

نوبہ پیش اور بے سہاراں سے غریب نہ میں میں یہ صبر نہ کیا
 رستم سے جب ان میں پائی شرم کی یہ وہی وہی نہیں سنا ہاں پاں
 گاہ میں سے درد و شہد رہ گئے بھلا ہاتھ جو بھلا ۔ شہ مجھے سنا رہا گی ۔
 دنیائیں ساتھ آتے کدو کا کادو دل میں سے یہ ۔ مائل ہر گئی نامور
 (شیر)

غزل در زمین خوب حافظ شیرازی

خدا دیکه چه جایا لاجر خدمت پرورد
 که آمد غیر از بارهای شکر آباد
 زجا کجکه ایران شغل بخش
 که یاد تا چه لاجر زلف یاد دراد
 مرد مرد بھی مرگم تو از سر پائیں
 ما عا که در چشم شوق دارم یاد
 رہے صیب تو سلطان امن کدے دست
 جزو فکر علم بند و تو بندہ نواز
 دیدار زلف ساقی بیکدہ خوش
 دیک وادے حاد و رنج فعدہ باز
 نمی خطبہ کس او شمس کسے
 کہ هست ولیم از بند دیرین ممتاز
 سلام من به گروے که به زبان امکان
 چه طاق ابدے پاهیں لقا کجکه نواز
 سر ر کجہ بدر آمد سر پا دیک
 کجے گزر به سرشت گن عمر و دار
 حضور دل طبعی با شنگل تو کن
 تو بخش راجہ فری بندہ پے دراد

نور باری سے چار سُوروشن

ہستی ہے ترے کرم سے یارب! ہستی
معمور تجھی سے ہے بلندی ہستی
تیرے ہی نور سے ہے روشن روشن
نگری نگری ' ہر ایک ہستی ہستی

وحدت و کثرت

ڈھونڈا ہے اُسے خانہ پہ خانہ ہم نے
وحدت کو تو کثرت ہی سے مانا ہم نے
خورشید کو ظلمت نے کیا ہے ممتاز
تزیینہ کو تشبیہ سے جانا ہم نے

شہ طیبہ کا مقام

کونین ہیں اس ذاتِ گرامی کے لیے
 تجھتے ہیں مددِ مہرِ سلامی کے لیے
 اللہ اللہ ! شہ طیبہ کا مقام
 مامور ہیں جبریلِ غلامی کے لیے

آمدایر بہار

اب دیکھئے کب تک وہ نگار آتا ہے
 اُنھی ہے گھٹا ایسی کہ پیار آتا ہے
 یہ جام ' یہ مینا ' یہ سُیو بادہ بہ لب
 میخانہ لیے اے بہر آتا ہے

چمن میں آمدِ یار

اشجار ہیں وجد میں ' بے جاتے ہیں
شاخوں کے سرے گلے ملے جاتے ہیں
کیا ساتھ سے اُن کو بہار آ پہنچی
خنداں ہے چمن ' پھول کھلے جاتے ہیں

رند کا قبلہ شوق

بر رند یہاں محو دعا ہوتا ہے
طاعت کا جو حق ہے ' وہ ادا ہوتا ہے
میخانے میں رند کے لیے قبلہ شوق
ساقی کا نشان کف پا ہوتا ہے

اُجڑے گلزار میں بہار

امید کے ٹپوں پہ نکھار آ جائے
 بیتاب تمنّا کو قرار آ جائے
 آ جائے جو جنتے ہوئے وہ شوخ ادا
 اُجڑے گلزار میں بہار آ جائے

میرے گھر میں اُجالا

اربابِ وفا کا بول بالا ہو گا
 جینے کا اب انداز نرا ہو گا
 سنتا ہوں وہ آ رہے ہیں میری جانب
 اب تو مرے گھر میں بھی اُجالا ہو گا

فضائے ہستی کی بے کیفی

کیا خاک جسے دہر میں پائے ہستی
سیلاب کی زد میں ہے بنائے ہستی
گل 'چاک جگر ہیں' دم بخود ہیں 'عُنیچے
بے کیف ہے کس درجہ فضاۓ ہستی

مقام گدائے ویر ساقی

تو زمزمہ ساز بقا ہے ساقی
جو تیرا ہوا 'اُس کا خدا ہے ساقی
سلطانِ جہانگیر جسے کہتے ہیں
وہ شخص ترے در کا گدا ہے ساقی

مست نگاہی ساقی

بادہ نہیں ، زنجیں ہستی بھر دے
میرے لیے مہنگی ہو کہ سستی بھر دے
کافی ہے مجھے مست نگاہی ساقی
پیانے میں مسکرا کے مستی بھر دے

تابِ نظرہ کہاں

اس راہ میں عشاق کے سر جاتے ہیں
اُلفت میں تری ، جی سے گزر جاتے ہیں
دیدار کی تاب تو انہیں کیا ہوتی؟
پرچھائیں تری دیکھ کے مر جاتے ہیں

صبح وطن یاد آئی

ترجمین گل و سزو و سمن یاد آئی
گسار پہ سورج کی کرن یاد آئی
شام غربت نے جب ستایا دل کو
تابندگی صبح وطن یاد آئی

خندہ گل نے رلایا

تقدیر نے کانٹے ہی فقط بوئے ہیں
ہم رات بھر آرام سے کب سوئے ہیں
پھولوں کو جو گلزار میں ہستے دیکھا
شبہم کی طرت پھوٹ کے ہم روئے ہیں

گل چیس کی ستم شعاری

ہرگز نہ چلن اپنا بدلتا سیکھا
ہر کام نئے قمر میں ڈھلتا سیکھا
گلچیس نے سب آداب گلستاں سیکھے
سیکھا بھی تو پھولوں کو مسلتا سیکھا

ہمارا بادہ گلگوں

توبہ کی تو جان پر بنی ہوتی ہے
جو بوند ہے میرے کی کنی ہوتی ہے
پیتے ہیں جو ہم بادہ گلگوں زاہدا
پرورین رحمت کی چھنی ہوتی ہے

جام کی کرامات

میخانے میں تقدیر بدل جاتی ہے
ساعت غم و آرام کی ٹل جاتی ہے
تاروں کی چمک، گل کی مہک، چاند کی ضو
سے بن کے مرے جام میں ڈھل جاتی ہے

شرابِ کہن

جو یاد رہے ایسی نشانی دیدے
اک گھونٹ شرابِ ارغوانی دیدے
در سے ترے نئے کاغذ میں ساقی!
ہوں رنبد کہن ' مجھ کو پُرانی دیدے

ارے واعظ! تم بھی پی لو

چاک دل صد پارہ کوسی لو، سی لو
کچھ دیر تو آرام سے پی لو پی لو
اک جام پہ سو بار تٹاں واعظ!
میخانے کی سوغات ہے پی لو پی لو

شعلوں کو ہوا دے دو

پی کر کوئی رند کب نہ برکا ساقی
وہ پھول کہاں ہے جو نہ مرکا ساقی
ساغر میں ذرا آنکھ کی مستی بھی ملا
یہ آگ ہے اس آگ کو دہکا ساقی

اُس شوخ کی آمد

وہ شوخ ، مزاج آب و گل کا اجاز
پازیب میں ہے نغمہ سُن کی آواز
دست زُہاد میں نہ ٹھہری تسبیح
جب آیا وہ یا سلسلہ زُلف دراز

واعظ کو خبر کیا؟

ساقی ہمیں سوئند ہے میخانے کی
ذہن رہتی ہے ہر آن یہاں آنے کی
مٹ جاتے ہیں گردش پہ بصیرت والے
واعظ کو خبر کیا؟ ترے چپانے کی

جام چشم ساقی

سجدہ در ساقی پہ کیا کرتے ہیں
 رحمت کے بھروسے پہ جیا کرتے ہیں
 دیتا ہے وہ آنکھریوں سے چمکا کے شراب
 آنکھوں آنکھوں میں ہم پیا کرتے ہیں

طلسم ہستی

اسباب طرب، دید کے رائق کم ہیں
 فائق نہ سمجھے انہیں، فائق کم ہیں
 اک طرزہ تماشا ہے طلسم ہستی
 دھوکوں کے ہیں انبار، حقائق کم ہیں

شیرازہ رنج و غم

دنیا کو سراسر غلط اندازہ ہے
خاموش ہیں لب ' زخم جگر تازہ ہے
میرے لیے جمعیت خاطر کیسی
ہستی رنج و الم کا شیرازہ ہے

تیری برق نگاہی

فردوس سے جا ملی ہیں راہیں تیری
سرمایہ زندگی ہیں بانسیں تیری
چلتی ہوئی تلووار ہے تیری شوخی
گرقتی ہوئی بجلی ہیں نگاہیں تیری

تم آئے جان من!

میخانے میں ساقی کا چمن ' کیا کہنا'
 ماتھے پہ وہ رُلفوں کا شکن ' کیا کہنا'
 محفل میں سہم آئی تھی دنیا کی بہار
 ایسے میں تم آئے جان من! کیا کہنا

عطائے ساقی کی شہرت

رندی کو سزاوار بنا جاتا ہے
 ساغر کا طلب گار بنا جاتا ہے
 پھیلی ہے شہرت عطائے ساقی
 جو ہے وہی میخوار بنا جاتا ہے

آب حیات

میخانے کا ہر ذرہ ہے تھفہ ' سونات
رندی و یہ مستی ہے اصل خستات
ہر شیشہ ہے ٹور نظر کا بکشاں
ہر بوند ہے لخت جگر آب حیات

ساقی کا انداز عطا

ساغر سے مری آنکھ ملی جاتی ہے
ہر آن کلی دل کی کھلی جاتی ہے
لہرا کے پلا رہا ہے ساقی مجھ کو
تقدیس کی بنیاد ملی جاتی ہے

چشم ساقی کی فسوں کاری

ہر رند کے سر سے موت نکل جاتی ہے
ہر پھانس کھجے کی نکل جاتی ہے
جادو ہے تری آنکھ کی گردش ساقی
اک دور میں دُنیا ہی بدل جاتی ہے

جامِ توبہ شکن

ساقی کی ادا میں پانکھن ہوتا ہے
میخانہ ہی رندوں کا وطن ہوتا ہے
زاہد! یہاں ٹوٹے ہوئے دل جڑتے ہیں
ہر جامِ یہاں توبہ شکن ہوتا ہے

برگائے احباب

میں نذر تب و تاب ہوا جاتا ہوں
پابستہ اسباب ہوا جاتا ہوں
فرمت نہیں کاروبار ہستی سے مجھے
برگائے احباب ہوا جاتا ہوں

آئینہ حق نما

پاکیزہ نگاہ و دل بے کینہ بن
پھر عالم اسرار کا گنجینہ بن
عرفانِ محبت کی جلا چاہے اگر
حق جس میں ہو جلوہ گر، وہ آئینہ بن

اک رسمِ فتا فانی ہے

جو شے بھی ہے اس دہر میں بس آئی ہے
جو چیز یہاں آئی ہے ' وہ جانی ہے
ہر پیکر ہستی ہے یہاں نقشِ بر آب
اک رسمِ فتا دہر میں رَفانی ہے

رشتہٴ اُمید

ایم طرب اک شررِ جت ہیں
جو اہلِ زمانہ ہیں ' چکر خست ہیں
وہ دل کہ جو ہو گئے ہیں ٹکڑے ٹکڑے
بس رشتہٴ اُمید سے وابستہ ہیں

نفی فرق من و تو

مے گلشنِ ایجاد میں ہے وجہِ غم
ہے شہِ رگِ ہستی میں رواں خُم کا لہو
ہر لغزشِ مستانہ ہے منزل کا نشان
مٹا ہے جامِ مے سے فرقِ من و تو

فیضانِ ساقی

ہے عشق کی مستی ہی میں دانشِ مستور
دُر و تہِ یک جام ہیں ادراک و شعور
چھینے ہیں شراب کے نجوم و مہ و میر
فیضان ہے ساقی کا یہ سب نور و ظہور

خون رگ تاس

خاک در میخانہ کا ہر ذرہ ہے پاک
اس خطے پہ قرباں ہے فضائے افلاک
تخلیق کی نس نس میں ہے صبا کی نمی
ہر ریشہ زیست میں ہے خون رگ تاک

گوئے جانان کی ہوا

زُہاد کو جنت کی فضا اس آئی
رندوں کو مئے ہوش ربا اس آئی
جنت سے غرض، نہ میکدے سے مطلب
ہم کو ترے کوچے کی ہوا اس آئی

پھول کی اداے مست

تسکیں کا سبب باد صبا ہوتی ہے
 ہر موج کی پُر کیف فضا ہوتی ہے
 ہر غنچے سے آتی ہے جوانی کی مسک
 ہر پھول میں مستی کی ادا ہوتی ہے

جوانی کی انگڑائیاں

نیرنگ رنگ و تازہ جوانی لڑکی
 "بگ فیسوں ساز" جوانی لڑکی
 اک سوئے ہوئے دل کو جگانے کے لیے
 صد عشوہ و انداز، جوانی لڑکی

تمنائے حسیناں

پابند جفا ' وفا سے عاری دیکھے
فرمان عجب حسن کے جاری دیکھے
مرماید انداز و ادا لاکھ سہی
دنیا کے حسیں دل کے بھکاری دیکھے

حال نہ پوچھو چہرہ دیکھو

ماحول پہ چھائی ہوئی آفت دیکھو
پامانی گلزارِ محبت دیکھو
پوچھو نہ مرے دل کی حقیقت مجھ سے
مُر جھائے ہوئے پھول کی صورت دیکھو

بے خطر کو دپر ڈال۔

عارفہ جو اُس شوخ پہ دنیا دیکھی
ہم نے بھی نظرِ حسن پہ ٹھہرا دیکھی
انجامِ محبت کا نہ سوچا صد حیف
بس کُود پڑے آگ میں دیکھا دیکھی

سرکارِ محبت کا فیصلہ

ہر مسئلہ حیات حل ہوتا ہے
ہر آنِ مشیت پہ عمل ہوتا ہے
سب سے بڑی سرکارِ محبت ہے نصیر
اُس کا ہر فیصلہ اہل ہوتا ہے

انوکھی ترغیب

دنیا میں جو انمول ہے وہ گوہر لے
دل کی آسودگی کا ساماں کر لے
بندوں میں جو آیا ہے تو اے واعظ شہرا
اللہ کی نعمتوں سے جھولی بھر لے

گداؤں کی دُعا لیتا جا

بُوئے افلاس اولیا. لیتا جا
سرمستیٰ خاصاں خدا لیتا جا
دم بھرے لیے ٹھہر تو میٹھانے میں
اے شاہ! گداؤں کی دُعا لیتا جا

دورِ پامالی

بے برگ و خزاں دیدہ ہے جو ڈالی ہے
چھائی ہوئی بیرگی و بد حال ہے
ہے وضع چمن رویش رویش سے ظاہر
ہر غنچہ و ٹھل پہ دورِ پامالی ہے

ہیرا پھیری

کب اہل جہاں سنتے ہیں میری تیری
بے کس نظر آئے تو دکھائیں شیریں
اس دور کی چال کو ذرا غور سے دیکھ
چلتی ہے ہر اک بات میں ہیرا پھیری

کیفیت چشم اُس کی

کیفیت چشم اُس کی گلابی ہو جائے
رفار کا طور ' انقلابی ہو جائے
اُن بسلی ہوئی نشے میں پُور آنکھوں کو
اک بار جو دیکھ لے ' شرابی ہو جائے

چشم بدوور

زاد ہے تجھے آرزوئے حور و قصور
اخلاص عمل سے تری فطرت ہے نُفور
میرے لیے کافی ہے فقط جام شراب
یہ نور بہت ہے مجھ کو ' چشم بدوور

وہ کہیں نہ روٹھ جائیں

آتے ہیں جو اک سامنے تھے تھے
بن جائیں گے دل کا چین 'بنتے بنتے
باز آئے آپ اپنی بے تابی سے
وہ روٹھ نہ جائیں کہیں منٹے منٹے

قافلہ سالارِ محبت بن جا

سرتا بہ قدمِ حیکر اُٹت بن جا
مضمون مقامات مروت بن جا
ہوں نقش قدم جس کے چراغ منزل
وہ قافلہ سالارِ محبت بن جا

رفعت میخانہ

ساقی کا جو رندوں پہ کرم ہوتا ہے
ہر ذرہ خرابات کا ' جم ہوتا ہے
میخانے کی رفعت پہ نظر کر زاہدا
اس در پہ سر آسماں کا خم ہوتا ہے

رندی و سلطانی

ہے چشم و چراغ حرم و دیر، شراب
ہر قطرہ ہے خون رگِ سروستاب
ہر بند ہے سلطانی عالم کا امین
ہر مغ بچہ ' جم و جاہ و معلی القاب

صاف ضمیری کا نشان

چُھپتا نہیں نظروں سے کوئی زشت نہ خوب
پیشانی پہ مکتوب ہیں اسرارِ قلوب
ہے صاف ضمیری کا نشان حق گوئی
آئینہ چھپاتا نہیں چہرے کے عیوب

حاصلِ عمر

احساسِ بلند و پست ہستی دیدے
کچھ اور نہ دے 'خدا پرستی دیدے'
وہ نشہ عطا کر کہ رہے تا دمِ زبست
جو حاصلِ عمر ہو 'وہ مستی دیدے'

ارمان و تمنا کی ساعی رائیگاں

مانوس مذاق دل شیدا نہ ہوئے
آثار مسرت کبھی پیدا نہ ہوئے
ارمان و تمنا نے بہت کاوش کی
حالات سکوں پھر بھی ہویدا نہ ہوئے

طرفہ تماشا ہم ہیں

زنجینی و عشرت کا سراپا ہم ہیں
افسردگی و یاس کی دنیا ہم ہیں
اللہ نے کیا چیز بنایا ہم کو
انسان نہیں ، طرفہ تماشا ہم ہیں

فسوں کاری جام و مینا

جب بزم میں ساغر سے چمک جاتی ہے
قطرے کی چمک تا پہ فلک جاتی ہے
جب دور میں آجاتے ہیں جام و مینا
یہ گردِ برفِ ایام بسک جاتی ہے

آزارِ عشق

خود کو غم و حرماں میں نہ ڈھالے کوئی
اندوہ کے قلمزم نہ کھنگالے کوئی
سو بار جہنم میں بلا سے گودے
پر عشق کا آزار نہ پالے کوئی

دنیا کے عجیب کرشمے

غنجوں کو حریف نکل و سون دیکھا
دہقان کو غارت گر حرم دیکھا
یارت تری دنیا کے کرشمے ہیں عجیب
انسان کو انسان کا دشمن دیکھا

مرگ مریضِ غم

دم بھر کو جو دیدار نہ حاصل ہوگا
آزردہ و افسردہ مرا دل ہوگا
بائیں پہ اگر تو دم آخر نہ ہوا
مرنا بھی مریضِ غم کو مشکل ہوگا

توقیر بارگہ ساقی

میخانے پہ موٹی کا کرم رہتا ہے
ساقی ہے پاس ' دُور غم رہتا ہے
کیا کہنا ہے! اُس بارگہ عزت کا
جس پر سر افلاک بھی خم رہتا ہے

ساغر میں قیامت

چاہا تھا سُکون ' مے مجھے دی تو نے
یہنا سے ذرا سی آگ لے دی تو نے
میخانے میں جب قرار مانگا ساقی!
ساغر میں قیامت مجھے دے دی تو نے

وہ چلے جھٹک کے دامن

سینے میں تمنائے کل و خم نہ رہی
دل کو ہوئے لحن و ترنم نہ رہی
ادھم جو ہوا چاند سا مکھڑا اُن کا
ہونٹوں پہ مرے مونچے تبسم نہ رہی

خسارۂ توقف

دل میرا گھنا ، آس مری ٹوٹ گئی
غم نے لوٹا ، شہنشاہی چھوٹ گئی
ساقی نے کہا ذرا توقف اے رند!
اتنے میں جو دیکھا تو کرن پھوٹ گئی

جینے کا مزا آجائے

تو کاش بہ صد تاز و ادا آجائے
 مجھ تک ترے دامن کی ہوا آجائے
 تسکین و تسلی ہو میسر دل کو
 جینے کا محبت میں مزا آجائے

عذابِ ہجر

ہر شام شفق لہو میں ٹہکتی ہے
 ہر رات مجھے چاندنی ترپاتی ہے
 تاروں کی دمک ہجر میں ہے ایک عذاب
 برچھی سی مرے دل میں اتر جاتی ہے

گردشِ جام

کب گردشِ دوراں میں خُمل پڑتا ہے
ہاں چشمہ سرخوشی اُبل پڑتا ہے
جب رکتا ہے اپنا کاروبار ہستی
ساقی اُٹھتا ہے 'جام چل پڑتا ہے'

الہر محبوب سے واسطہ

ہر وقت غم و الم کے جھکڑ تو بہ
زاہد ہے اُجڑ تو شیخ اکھڑ تو بہ
کس طور جلاؤں عشقِ خُوباں کے چراغ
میں سادہ مزاج اور وہ الہر تو بہ

میری طبیعت

پہچان سکا کب کوئی فطرت میری
احباب نے سمجھی نہ حقیقت میری
ہر موج ہے تاب و تب ہیتم کا پیام
بڑھتا ہوا طوفاں ہے طبیعت میری

فرخندگی و آزرودگی

شکرے میں دہی صبح پر افشاں ہم ہیں
متاب شبِ فصل زمستاں ہم ہیں
آسودہ و فرخندہ و خنداں ہو تم
آرودہ و حیران و پریشاں ہم ہیں

نگاہوں کی ضرب کاری

ظالم ہو بڑے، ظلم کیا ہے تم نے
ہم کو ہنس ہنس کے بخل دیا ہے تم نے
بے ساختہ آنکھوں سے لڑا کر آنکھیں
اک وار میں دس چھین لیا ہے تم نے

نگاہوں سے قسمت بدل دینے والے

افقار غم و درد کی ٹل جائے گی
جو دل میں چھین ہے، وہ ٹکل جائے گی
دیکھو گے جو تم چشم کرم سے مجھ کو
سچ سچ مری تقدیر بدل جائے گی

ساقی سے التجائے مکر

اُڑنے ہی کو ہے شبِ معطر ساقی
آنے ہی کو ہے صبح کا لشکر ساقی
ہاں دیر نہ کر کرم میں 'ہاں دیر نہ کر
ساغر ساغر اک اور ساغر ساقی

اجازت ہو اگر

کیوں دیدۂ عالم سے چھپ کر پی لوں
کیوں سب کی نگاہوں سے بچا کر پی لوں
ساقی ترے قربان 'اجازت ہو اگر
میخانے کو میں سر پہ اٹھ کر پی لوں

خوش نصیب میخوار

ہر اک کو یہ انعام کہاں ملتا ہے
یہ چین ' یہ آرام کہاں ملتا ہے
پیتے ہیں ترے ساتھ مُقَدَّر والے
ہاتھوں سے ترے جام کہاں ملتا ہے

یادِ شباب

تھی موج کے مانند روانی میری
ان لالہ رُخوں نے بات مانی میری
جس پر قربان تھیں ہزاروں پریاں
اللہ! کہاں ہے وہ جوانی میری

احباب فراموش گار

تو بھی ہے انہیں میں سے نہ یہ مانیں گے
شائستہ محفل نہ تجھے جانیں گے
یہ رنج و مصائب میں تجھے یاد رہے
احباب نہ بھولے سے بھی پہچانیں گے

بتائیں کس کو؟

اب حسن کی بیداو بتائیں کس کو
ہے داد نہ فریاد ' بتائیں کس کو
آباد کیا غیر کا گھر اس بُت نے
ہم ہو گئے برباد بتائیں کس کو

جو بیت گئی سو بیت گئی

دن رات جو تھا حال ہمارا نہ سنو
کیوں کر مجھوا اُلفت میں گزارا نہ سنو
نستے ہی اُٹ جائے گی دل کی دنیا
جو بیت گئی ہم پہ خدارا نہ سنو

سادگیِ عشاق

مایویٰ تقدیر لیے پھرتے ہیں
جذبات کی زنجیر لیے پھرتے ہیں
فریاد! کہ برباد کیا ہے جس نے
اُس شوخ کی تصویر لیے پھرتے ہیں

گردش جام کے کرشمے

محتاط بھی خاک ٹم میں دھنتے دیکھے
مغموم بھی میخانے میں ہنتے دیکھے
رندوں ہی پہ موقوف نہیں گردش جام
زہاد بھی اس دہم میں پھنتے دیکھے

مے کا مزا

مسک ہی وہاں فقر و غنا ہوتا ہے
میخانے میں شاہ ' ہر گدا ہوتا ہے
رہتی نہیں میخوار کو دنیا کی ہوس
نے ہوتی ہے یائے کا مزا ہوتا ہے

نظر ساقی کی سحر کاری

بوندوں پہ اگر باپ کرم ٹھل جائے
اک ٹھونٹ ہی میں راہِ حرم ٹھل جائے
ٹھل جائے پلانے پہ جو ساقی کی نظر
ہر صوفی و زاہد کا بھرم ٹھل جائے

دیر ساقی پہ تقدیر بدلتی ہے

بے غلش غم کی جھکتی دیکھی
بدلی غم و آلام کی منتی دیکھی
انسان کی نیت ہی نہ بدلی ساقی
تقدیر ترے در پہ بدلتی دیکھی

جب وقت پڑا

انجامِ طربِ غم ہے نہ یہ جان سکے
 سمجھے بھی مگر پھر بھی نہ ہم مان سکے
 غیروں کے تحفوں کی شکایت ہے سود
 جب وقت پڑا دوست نہ پہچان سکے

فریبِ امید

طوفان ہی وہ نہیں جو ٹل جاتا ہے
 ماتم کا وہ دن نہیں جو ڈھل جاتا ہے
 تسکین کی شکل ہے فریبِ امید
 یوں بھی دل ناکام بل جاتا ہے

اک زلف پریشاں مار گئی

دل لوٹ لیا ، حُسنِ ادا نے مارا
شونی نے کبھی ، کبھی حیا نے مارا
تھم تھم کے ہوئی بارش تیر مڑگاں
بکھری ہوئی زلفوں کی گھٹا نے مارا

وفا مشکل ہے

غم سہتا بشر کو بخدا مشکل ہے
دشمن کے لیے حرفِ دُعا مشکل ہے
آسان ہے کہنے کو محبت ، لیکن
پابندیِ آدابِ وفا مشکل ہے

اُس کو پایا تو میں خود گم ہو گیا

بیگاتہ روزگار ہو جاؤں گا
سرکھ کے دروازہ پہ سو جاؤں گا
دیدار کی صورت تو نکل آنے دو
میں آپ کو پا لوں گا تو کھو جاؤں گا

درِ ساقی پہ عقدہ کشائی

میخانے کی توہین نہ کر یوں دن رات
ملتی ہے یہیں پہ آ کے انساں کو نجات
کچھ ہوش ٹھکانے ہیں ترے اے واعظ!
کہتا ہے یہیں پہ عقدہ ذات و صفات

ہر شے میں اُسی کا جلوہ ہے

اربابِ نظر کے لیے ہر سنگ ہے طور
ہر شے میں اُسی کا نور ہے اُس کا ثلور
مِخانہ و مسجد ہیں اُسی کے مظهر
بخشے اند تجھ کو تھوڑا سا شعور

قرارِ دل و جاں ساقی

اک جام سے سب کا ہش غم جاتی ہے
بارشِ غم و اندوہ کی تھم جاتی ہے
ساقی اتری ہستی ہے دل و جاں کا قرار
محفل ترے آجانے سے جم جاتی ہے

بیٹے دنوں کی یادیں

توبہ کے جو طور تھے پرانے نہ رہے
وہ گوشہ نشینی کے زمانے نہ رہے
میٹانے میں جب ٹھوم کے ساقی آیا
زاہد کے بھی اوسان ٹھکانے نہ رہے

مے کی شفا بخشی

زاہد کی تو نیت ہی بدل جاتی ہے
توبہ زکّتی نہیں ، مچل جاتی ہے
مے سے کچھ اور فائدہ ہو کہ نہ ہو
سینوں سے کدورت تو نکل جاتی ہے

کشف رموز ہستی

عُشاق کے مسلک میں ہے العلم حجاب
عشق ایک حقیقت ہے مگر عقل ہے خواب
میخانے میں کھلتے ہیں رموز ہستی
ارباب مدارس ہیں فقہ اہل کتاب

مجھے پینے سے نہ روک

بُہر سے جو تفرقے کا اظہار نہ ہو
میخانہ و مسجد کی یہ پیکار نہ ہو
خود ہی کہ نہ پی مجھ کو تو پینے سے نہ روک
اللہ سے کر خوف گنہگار نہ ہو

روٹھا دلبر

اُس بارگہ ناز میں جاؤں کیوں کر
آتا ہی نہیں راہ پہ لاؤں کیوں کر
دل پیش کروں کہ جاں کا خزانہ دوں
رُٹھے ہوئے دلبر کو مناؤں کیوں کر

جب اٹھ گئے بازار سے گاہک تو ہم آئے

ظلمت میں انوار کہاں سے لاؤں
اب مصر کے بازار کہاں سے لاؤں
حیراں ہو کہ اے یوسف کنعانِ سخن!
میں تیرا خریدار کہاں سے لاؤں

ایک مکالمہ

پوچھا ، کوئی تعزیر خط باقی ہے
غارت غری حسن و ادا باقی ہے
بولے! تجھے برباد کیا ، دل توڑا
بس ختم ہوا ظلم ، جفا باقی ہے

نگاہِ سرمست کی تباہ کاریاں

خُسن اور تری برق نگاہی توبہ
ایمان کی بر ملا تباہی توبہ
جس پر بھی پڑی تیری نگاہِ سرمست
دل تھام کے رہ گیا ، الہی توبہ

ساقی! نظر ملا کے پلا

ہانا کہ عجیب چیز مے ہوتی ہے
پُرِیْف صدائے صدف و نے ہوتی ہے
میتانے کی رونقیں مُسَمّ ، لیکن
ساقی کی نظر اور ہی شے ہوتی ہے

حسن یارِ رشکِ صد گلزار

ہر عشوہ ' ہر اندازِ عجب ہوتا ہے
عُشاق کی جاتوں پہ غضب ہوتا ہے
خام! ٹکشن میں تیرا ہستا چہرہ
شرمندگی گل کا سبب ہوتا ہے

شکر ساقی

زاہد مجھے جنت کا طلب گار نہ کر
جو بس میں نہیں اُس کا تو اقرار نہ کر
مانا کہ نہیں ہے ترا مسک ' رندی
ساقی کے تیرک سے تو انکار نہ کر

گھونٹ گھونٹ پیتا ہوں

جب محفل جم جام سے جم جاتی ہے
گردش سحر و شام کی تھم جاتی ہے
جب جھوم کے گھونٹ گھونٹ پیتا ہوں میں
تا عرش دعا قدم قدم جاتی ہے

تاثرِ میخانہ

میخانے میں دنیا ہی بدل جاتی ہے
آفتِ غمِ ایام کی ٹل جاتی ہے
اے شہِ تری لغزشِ مستانہ سے
کچھ دیر طبیعت تو سنبھل جاتی ہے

ان حسینوں سے اللہ بچا سکے

اُس شوخ کی رفتارِ عیاذا باللہ
یہ حشر کے آثارِ عیاذا باللہ
آفاق کے سینے میں پا ہے پھل
پازیب کی جھنکار، عیاذا باللہ

زلفِ دراز

تیرے قربان اے مرے پیکر ناز
روحِ عشق و جان اربابِ نیاز
کو تابی بخت سے نجل ہو زاہد
تو آئے جو بکھرائے ہوئے زلفِ دراز

چینی کا حوصلہ

اس دہر میں کیا لطف ملے 'کچھ بھی نہیں
صدیوں بھی اُڑ کوئی جیا 'کچھ بھی نہیں
ہر حال میں ہے حوصلہ مندی لازم
بے حوصلہ چینی کا مزا کچھ بھی نہیں

سنگِ ملامت

ہے دورِ طرب ، سایہ ابرِ غمگنوں
ہر خندہ ہے تاب و شررِ برق ، یہاں
ہر سانس کو تو سنگِ ملامت ہی سمجھ
ہستی ہے تری کارِ گہ شیشہ گراں

گلشنِ کافسانہ

مجموعہ افکارِ زمانہ دل ہے
اجڑے ہوئے گلشنِ کافسانہ دل ہے
دل پر ہیں قیامت کی بدائیں نازل
پیکانِ حوادث کا نشہ دل ہے

انقلاب زمانہ

در جتنے ہیں ' دیوار بنے جاتے ہیں
جو سرو ہیں ' وہ دار بنے جاتے ہیں
فریاد کہ گلشن کے میکتے ہوئے پھول
آنکھوں میں مری خار بنے جاتے ہیں

منعم کو نصیحت

یوں دیدہ حق مگر کو خیرہ نہ کرو
جرم اور حسد اپنا و طیرہ نہ کرو
منعم ہو تو مفلس کی ضرورت سمجھو
سیم و زر و مال کو ذخیرہ نہ کرو

نگاہِ فکر و فن کا اعجاز

ذرتے کو حریف مہرِ انور کر دوں
صحرا کو بہشتِ روح پرور کر دوں
اعجازِ نگاہِ فکر و فن سے اپنی
قطرے کو وہ چکاؤں کہ گوہر کر دوں

تاثیرِ اشعار

مسمومِ دل و نظر نہ کر دوں تو سہی
ادراک کو خود مگر نہ کر دوں تو سہی
محفل کو سن کے شعر ہائے پُر کیف
کو مین سے بے خبر نہ کر دوں تو سہی

ہم صدیوں کی کہانی ہیں

ماضی کی نوائے نکتہ دانی ہم ہیں
 جتنی ہوئی صدیوں کی کہانی ہم ہیں
 اے وقت رواں! گراں یوں نظروں سے
 گزرے ہوئے دور کی نشانی ہم ہیں

فسانہ خواں فسانہ بن گیا

ہر چند کہ دیکھا ہے زمانہ ہم نے
 سمجھا نہ زمانے کا ترانہ ہم نے
 آئے تھے ستانے ہم فسانہ دل کا
 خود ہی کو بنا دیا فسانہ ہم نے

چمن کو دیکھئے ہر زاویے سے

خُسنِ سخن و لالہ پہ جو مرتے ہیں
مُگلِ چہیں کی جفاؤں سے کہاں ڈرتے ہیں
بر پھول کے پہلو میں چھپے ہیں کانٹے
گلزار میں ظالم بھی بسر کرتے ہیں

دستِ ساقی سے پیوں

راس آئے 'تکینے کا مزا تو جب ہے
دل خوش رہے 'جینے کا مزا تو جب ہے
میں ڈٹ کے پیوں اور پلائے ساقی
میخانے میں پینے کا مزا تو جب ہے

جانِ چمن

وہ حُسن کہاں نہ ہو تری خُو جس میں
ہے کیف وہ پھول ہے نہ ہو بُو جس میں
ساقی ترے دم سے ہے چمن میں رونق
ویرانہ ہے وہ چمن نہ ہو تُو جس میں

اُن کی جفا میری وفا

آئینہ انداز و ادا میں غم ہیں
سب جلوہ ہستی کی فضا میں غم ہیں
تم کاوشِ تدبیر جفا میں بیخود
ہم کا ہش تدبیر وفا میں غم ہیں

أَجَلَا بِن كَے آجَاؤ

چاہو ادنیٰ کو تم تو اعلیٰ کر دو
جو پست ہو 'اُس کا بول بالا کر دو
تاہیک ہے دنیائے تمنا میری
تم آکے اندھیرے میں اُجلا کر دو

أَفْوَضْ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ

افلاس سے جب پڑا ہے پا، میرا
احباب نے ہر عیب اُچھال میرا
افسوس! نگاہ پھیر لی دنیا نے
اللہ ہے اب دیکھنے وال میرا

تمنائے عاشق زار

دریب کسی ژلف کو چھو آئی ہے
 تجھ سے مجھے فردوس کی بو آئی ہے
 آباد مہاتیری بلائیں لے لوں
 ساقی کے قدمِ چوم کے تو آئی ہے

متوالی چالِ یاد آتی

دیکھا جو انہیں کابکشاں یاد آئی
 تاروں کی وہ رنگین کماں یاد آئی
 لہراتی ہوئی گھٹا نظر سے گزری
 رفتار گل افشان بتاں یاد آئی

ضبطِ صدا

اے پیرِ مغل کے راز دارو! خاموش
کھل جائے نہ بھید 'میکسارو' خاموش
ہاں بزم کے آداب رہیں پیش نگاہ
یا بارگہ کیف ہے یارو! خاموش

اک ہنگامہ بیدار

اسرار سے خالی نہیں رگب مستی
پستی ہے بلندی تو بلندی پستی
سوئے ہوئے ذروں کو جگانے کے لیے
ہنگامہ بیدار ہے میری ہستی

مظہر جمالِ احد

زلفوں کے ثار، خال و خد کے قرباں
زیبائی و رعنائی قد کے قرباں
جلوہ ہے ترا نور ازل کا پرتو
صنعت گری ذاتِ احد کے قرباں

ناصح ناداں

سرِ شہزادہ حرفِ آرزو توڑ دیا
چینِ ذوقِ جستجو توڑ دیا
مے کی بوند بھی نیتس نہ ہوئی
صدِ حیف کہ ناصح نے سُبُو توڑ دیا

بادۂ تطہیر

غُنچِ دلِ مضطر کا کھلا دے ساقی
اس حسن سراپا سے ملا دے ساقی
مل جائے مری ساقی کوثر سے نظر
وہ بادۂ تطہیر پلا دے ساقی

بدلی میری تقدیر ہے

بجلی سی دلِ زہد پہ سراتی ہے
توبہ پہ سرِ گامِ بلا آتی ہے
ے ڈوبی مجھے تیری توجہ ساقی
بندی مری تقدیر بنی جاتی ہے

- 8
1 کتاب عالم بر منہ مر علی شاہ سیلابی "انٹیکس متر کی تصانیف" -
تحقیق ابن لی کریم -
- 2 یہ کتاب قلم عالم کی کتاب ہے جس میں فکر طبع کی
تشریح اور مسئلہ وحدت الوجود کا تفصیلی بیان ہے جو کہ صوفیائے کرام کے کثوفات
سے بے غلامی کے لئے اصلی قدری متن کے ساتھ شائع کی گئی ہے۔
عس اللہ ایہ فی انہات حیات منی -
- 3 یہ کتاب قلم عالم کی کتاب ہے جس کا غرافہ کراچی
ہوئے آپ کو فرماتے ہیں کہ "عس اللہ ایہ" اسہا منشی سب رساں کو حافہ
سے ہر اکہ طور پر ملتا ہے کیوں نہ ہو ملتا حقیقت حلیہ کے خیر و برکت
میں ساتھ ہی رکھتا ہے جس کی روشنی اور نور سے ہزار گہر ششمان مرادیت
صراط مستقیم پر آئے یہ وہ حصائے موسیٰ ہے جس سے تسدے تمہا سال
کے عروں اور شہید باریوں کو مدد عی نکل لپاتا۔
سیف چشتیائی -
- یہ کتاب قلم عالم کی کتاب ہے جس میں حیات حضرت

مساج کے بارے میں منکر و منہج نوت کار کیا گیا ہے قبلہ عالم کی یہ دوسری
تصنیف ہے جو قوت استدلال اور طریقہ پرہیز کے اعتبار سے اپنا جواب آپ ہے
اور ہر طبقہ عالمی مقبول ہے۔

4 اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان مسائل پر لغیر اللہ ۔

یہ کتاب قبلہ عالم کی دہ کتاب ہے جس میں ارشاد قرآن
عظیم و مسائل پر لغیر اللہ (الترجمہ ۵۵ء) کی تفسیر پیش کی گئی ہیں اس میں مسائل
بزرگ و چار شاخہ موقی احمد مولویہ کریم و میرزا حسن کے مسلک کو فصاحت
و طرح و ترتیبی طور پر پیش کیا گیا ہے۔

5 الفتوحات احمدیہ ۔

یہ کتاب قبلہ عالم کی دہ کتاب ہے جس میں عالم کی
طرف سے کئے گئے تین دس مشکل سوالات کے جوابات دیئے گئے ہیں جن پر
عالم کی کوہستہ ہزار تھا اور کتاب کے آخر میں قبلہ عالم کی طرف سے پچھلے گئے
بارہ سوالات بھی درج ہیں جن کے جوابات عالم کی آج تک نہ دے سکے
تھیں۔ ان تین و شیعہ ۔

6

یہ کتاب قبلہ عالم کی وہ کتاب ہے جس میں خلافت راشدہ کی حقانیت کے ساتھ ساتھ اہل بیتِ اطہر کے فدا کی اور وہی کتاب دستِ اعلیٰ سحر و سحر میں جملہ فرمائے گئے ہیں یہ کتاب توازن و مستد، اہل مسلک کا شاہکار ہے۔

7 چپہار سولہ ۔

یہ کتاب قبلہ عالم کی وہ کتاب ہے جس میں قبلہ عالم کی طرف سے حریت کی ترویج کی گئی ہے اس کے مندرجات کی تکمیل پسے "عقیدہ الہدیہ" اور "تبیح و تبہیل" کے مضمون سے شائع شدہ کتابوں کی صورت میں اردو زبان میں شہرہ عام پر آچکی ہیں اب اصل کتاب جو فارسی زبان میں لکھی گئی تھی فارسی زبان میں شائع ہو رہی ہے ان حضرات کیلئے شائع کی جاچکی ہے میرا حق نبویؐ ہے۔

8

یہ کتاب قبلہ عالم کی پہلی تصنیف "تحقیق عن سیرت و سیرتِ اہل بیت" نامی نثر و نثریات سے ماخوذ ہے جو کہ حضورؐ کی فکر و روش پر مبنی ہے۔ یہ کتاب جامع و شواہد، تعلیمات اور معجزات کے بیان پر

مشتمل ہے جو ساری امت کے لئے سرچشمہ ہدایت ہے یہ حصہ بعنوان
”سیرتِ ہادیہ“ اردو اہل عقد کے لئے آسان اور سلیس انداز میں شائع کیا گیا ہے

B	پروفیسر غلام محی الدین گیلانی، مکتبہ مفتاح کی تصنیف۔
1	اسرارِ ملتحق شعری مجموعہ

C	پروفیسر نصیر الدین گیلانی، مکتبہ نصیر کی تصانیف۔
	<u>مجموعہ ہائے نثر</u>
1	نام و نسب۔
	بیادِ غورپاک کے تحقیقی ثبوت، کتابِ نیاہ
	کی شرمی حیثیت اور شیخہ و خولج کے عقائد کا تفصیلی جائزہ
2	امام ابوحنیفہؒ اور کون کا طرزِ استدلال۔
	اردو مختار
3	حیرانِ بزم کی شخصیت اور تعلیمات۔

حضرت فخرت پاک کا تذکرہ لوڑن کے ساتھ تہذیبیت

4 لفظ اللہ کی تحقیق :-

لفظ اللہ کے معانی و مصادر اور لفظ خدا کے استعمال

پر مباحثہ :-

5 مقصد علم و کرامت :-

مقام علم کے لئے لوڑن کے لئے سنی اور کرامت

کا سنی مضمون :-

6 شعر کی حقیقتہ شرعی حیثیت پر ایک نظر :-

شعر کے کافر میں جو حد جواز، شعر، شاعری کے

اقسام، قوائیں اور گولپ شعر پر ایک لطف عارف :-

7 گولپ تلاوت قرآن :-

قرآن مجید کی تلاوت کے فضائل، مسائل اور

حقائق آداب :-

8 احادیث و استحضات شریعت کی علم میں :-

اللہ سے مانگنا ادب اور من دون اللہ وغیرہ کا

تعارف ملی درمل کی روشنی میں۔

9 آئینہ شریعت میں عری مرعی کی حیثیت ۔

عری مرعی کا حقیقی تعارف ۔ اوصاف طبع اور

خسروی پہلوؤں کا جائزہ ۔

10 کیا شیطان عالم تھا؟

شیطان کی بدستور علم جمع کرنے والوں کے منہ

پر طمانچہ اور معاملہ زندہ کورہ کی وضاحت ۔

مجموعہ پانچے شعیر و نوب

1 دہیں ہر لوست عری، قاری، اردو، پنجابی نقیض

2 فیض نیست عری، قاری، اردو، پنجابی مناقب

3 عرش ہز قاری، اردو، پنجابی، پنجابی اور سرائیکی میں حترقی کلام

4 رجب کلام قرآن وحدیث کی روشنی میں اردو مجموعہ رباعیات

5	آخری حیرت	نہری زبانیات
6	جانِ شب	اُردو غزلیات
7	دستِ نظر	نور و غزلیات

D	نور و غزلیات	نور و غزلیات
1	مناظرہ	اُردو زبانیات
2	جانِ بگڑو	اُردو غزلیات
3	مرغانِ گزرو	نور و غزلیات (غیر مطبوعہ)
4	داستانِ دہ	ایک مکہ جہان کی منظوم داستان

E	آستانِ عالیہ کوثر و شریف پر دستیاب دیگر درگاہی کتب -
1	نکاحِ صریح نہ

یہ کتاب قلمِ عالم کے علمی و ادبی کامرٹھ ہے جس

میں قارئین کی سہولت کے لئے آپ کی دیگر تصانیف میں مختلف مقامات پر دیا

2 کرد مسائل بھی شامل کئے گئے ہیں اہل علم و عقیدت کے لئے نہایت مفید کتاب ہے
ملفوظات ص ۳۰ :-

3 یہ کتاب قبلہ عالم کے فن ارشادات عالیہ کا مجموعہ
ہے جو آپ نے مختلف مسائل کے بارے میں اپنی مجالس میں بیان فرمائے علماء کرام
نے عرض افتادہ عام سے فرمائے، یہ ملفوظات اللہ تعالیٰ کی زبان میں مرتب کئے گئے
لیکن اب ان کا اردو میں ترجمہ کروایا گیا ہے۔
مکتوبات طہیات :-

4 یہ کتاب قبلہ عالم کے فن خطوط پر مشتمل ہے جو آپ
نے اپنی حیات ظاہری میں و کثافہ قلابہ فقہیں کو تحریر فرمائے ان خطوط میں
تصرف کی اعلیٰ تعلیمات اور فقہی مسائل کا کردار بیان عزانہ موجود ہے۔
مرآۃ العرفان :-

5 یہ کتاب قبلہ عالم کے منظوم کلام کا مجموعہ ہے۔
مجموعہ وظائف چشتیہ :-
یہ کتاب وظائف چشتیہ پر مشتمل ہے۔

- 6 دلائل الخیرات :-
یہ کتاب ہجرت ہی سید غلام معین الدین گیلانی
شائع ہو چکی ہے۔
- 7 شجرہ نسب قبلہ عالم :-
اس میں قبلہ عالم کے شجرہ نسب کا بیان ہے۔
- 8 مجالہ دو سالہ :-
یہ کتاب قبلہ عالم کے بعض افادات کے علاوہ
ان مضامین کا مجموعہ ہے جنہیں مولانا محمد قازی صاحب نے قریب کیا جن میں
مخالفین اہل سنت کے بعض مفسدان خیالات کی تردید کی گئی ہے۔
- 9 فرمودات مسطر چند روزہ :-
1938ء سے 1944ء تک جامعہ عباسیہ
بہاولپور میں ہی سید غلام معین الدین گیلانی زیر تعلیم رہے اس دوران
ہی سید غلام کی الدین گیلانی و قانونی انھیں خطوط تحریر فرماتے رہے وہ
خطوط عمدہ تحریرات اور گراں قدر مقدمے کے ساتھ شائع کئے گئے ہیں۔

- 10 | سر خمیر :-
یہ کتاب قبلہ عالم کی شرع و آفاق سولہ حیات ہے
جو آپ کے مقدس حالات زندگی میں ورد و حالی کمالات و مجاہدات کے تفصیلی
تذکرے آپ کی مختلف تصانیف کے جامع خلاصوں اور قادیانی تحریک کے
تفصیلی تعارف اور ان کے خلاف آپ کی تاریخی معرکہ آزادی کی مفصل
روایت اور مشتمل ہے نیز آپ کے صاحبزادے محمد سعید غلام محی الدین گیلانی
اور آپ کے وصال کے کو افسانہ بھی اس میں درج ہیں یہ کتاب اردو اور انگریزی
دونوں زبانوں میں دستیاب ہے۔
- 11 | سوانحی خاکہ قبلہ عالم :-
انگریزی زبان میں انگریزی زبان دان حضرات کے
لئے قبلہ عالم کا سوانحی خاکہ شائع کیا گیا ہے۔
- 12 | THE LIVING TRUTH :-
یہ کتاب محمد سعید غلام محی الدین گیلانی کی انگریزی
زبان میں سوانح حیات ہے۔

آستان عالیہ گورنہ شریف پر انعقاد پذیر ہونے والی سالانہ محفل میلاد، سالانہ عرس اور
سالانہ ختم ہائے مشعل گورنہ کی تودیع کی تفصیل

1	سالانہ محفل میلاد 12 ربیع الاول شریف
2	سالانہ عرس مبارک حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر گیلانی 9-10-11 ربیع الثانی شریف
3	سالانہ ختم مبارک قبلہ عالم یرسید مر علی شاہ گیلانی 29-30 ستمبر
4	سالانہ ختم مبارک یرسید نظام محمد بن محمد گیلانی 1-2 جمادی الثانی
5	سالانہ ختم مبارک یرسید نظام حسین الدین گیلانی 2-3 ذیقعدہ